منشی تاج الدین احمد تاج

ہندوؤں سے ترکِ موالات

مکتبہ رضویہ لاہور

مُنشی تاجُ الدّین احمد تاج

مکتبہ رضویہ لاہور

کتاب	ہندوؤں سے ترکِ موالات
مرتّبہ	منشی تاج الدّین احمد تاجؔ
پیش لفظ (طبعِ دوم)	حمید راعی
کتابت	خوشنویس محمّد ناصر قادری
پروسیس	برائٹ پروسیس ، لاہور
صفحات	۴۰
طباعت (بارِ اوّل)	دسمبر ۱۹۲۰ء
طباعت (بارِ دوم)	رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ، جُون ۱۹۸۲ء
مطبع	آکسفورڈ اینڈ کیمبرج پریس۔لاہور
تعداد	۱۰۰۰
ناشر	مکتبہ رضویہ ۲/۲۴ سوڈھیوال کالونی ، ملتان روڈ لاہور ۲۵
قیمت	تین رُوپے پچاس پیسے

مشمولات

صنم کدۂ موالات میں

صدائے ابراہیمی

جب ہندوؤں کی غُلامی ٹھہری پھر کہاں کی غیرت اَور کہاں کی خُودداری؟ وُہ تمھیں ملیچھ جانیں، بھنگی مانیں، تمھارا پاک ہاتھ جس چیز کو لگ جائے گندی ہو جائے، سَودا بیچیں تو دُور سے ہاتھ میں ڈال دیں ـــــــ حالانکہ بحکمِ قُرآن خُود وُہی نجس ہیں۔ اَور تم اُن نجسوں کو مُقدّس، مُطہّر بَیتُ اللہ میں لے جاؤ، جو تمھارے ماتھا رکھنے کی جگہ ہے وہاں اُن کے گندے پاؤں رکھواؤ، مگر تم کو اِسلامی حِس ہی نہ رہا، محبّتِ مُشرِکین نے اندھا بہرا کر دیا ـــــــ اِن باتوں کا اُن سے کیا کہنا جن پر حُبُّكَ الشئَ یُعمی ویُصِم کا رنگ پھر گیا، سب جانے دو، خُدا کو بھی مُنہ دِکھانا ہے یا ہمیشہ مُشرِکین ہی کی چھاؤں میں رہنا ہے۔ جواز تھا تو یُوں کہ کوئی کافر ـــــــ مثلاً اِسلام لانے یا اِسلامی تبلیغ سُننے یا اِسلامی حکم لینے کے لِئے مسجد میں آئے۔ یا اِس کی اِجازت تھی کہ خُود سر مُشرکوں، نجس بُت پرستوں کو مُسلمانوں کا واعظ بنا کر مسجد میں لے جاؤ، اُسے مسندِ مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر بٹھاؤ ـــــــ کیا اِس کے جواز کی کوئی حدیث یا کوئی فِقہی روایت تمھیں مِل سکتی ہے؟ حاشا ثم حاشا لِلّٰہ اِنصاف! کیا یہ اللہ و رسُول سے آگے بڑھنا، شرعِ مطہّر پر اِفترا گھڑنا، احکامِ الٰہی دانستہ بدلنا، سُوّر کو بکری بتا کر نِگلنا نہ ہوگا؟

المحجۃُ المؤتمنۃ۔ مطبُوعہ بریلی

سنہ ۱۹۲۱ء، صفحہ ۸۴

ہندو مُسلم اِتّحاد کے دعوے

اُور

چھوت چھات کے عملی مظاہرے

مانیکا دیوی نے کہا بھارت ایک لادینی مُلک ہے لیکن یہاں کے عوام اور خُود وزیرِاعظم مِسز اِندرا گاندھی اور اس کے شوہر آنجہانی سنجے چُھوت چھات کی تفریق میں مُبتلا تھے ۔ مانیکا نے انکشاف کیا کہ جب بھی وزیرِاعظم مِسز اِندرا گاندھی کسی مُسلمان مُلکی یا غیر مُلکی لیڈر یا اچھوت لیڈر سے مُلاقات کے دَوران ہاتھ ملاتی ہیں تو اس مُلاقات کے فوراً بعد نہاتی ہیں۔ ایک مرتبہ مَیں نے اپنی ساس سے پُوچھا کہ وُہ ایک غیر مُلکی مُسلمان سربراہ سے مُلاقات کے دَوران ہاتھ ملانے کے بعد غسل کیوں کرنے گئیں تو اُس نے بتایا کہ مُسلمانوں اور اچھوتوں سے ہاتھ ملانے سے جسم ناپاک ہو جاتا ہے۔ اِس لِئے ہاتھ مِلانے کے بعد غسل ضرُوری ہے۔ ان کے والد پنڈت جواہر لال نہرو بھی مُسلمان لیڈروں اور اچھوتوں سے ہاتھ مِلانے کے بعد غسل کرتے تھے۔ اور بھارت کے قوم رہنما مہاتما گاندھی تو مُسلمانوں سے ہاتھ مِلانے کے بعد جب تک غسل نہ کر لیتے تھے کسی سے بات تک نہیں کرتے تھے۔ (ایک خبر)

روزنامہ "نوائے وقت"۔ لاہور

۲۱۔ فروری ۱۹۸۱ء، صفحہ ۲

◎

ء

پیش لفظ

مُسلمانانِ برّصغیر پاک و ہند کی تارِیخ کا سرِورق داتا گنج بخش علی ہجویریؒ اَور خواجہ مُعین الدینؒ چشتی جیسے بزرگانِ دین کی کاوشوں سے مزیّن ہے ——— اِن مقدس ہستیوں کی تگ و تاز کا صرف ایک ہی حوالہ تھا ——— لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ———
یہی وُہ رنگ تھا جس سے سرزمینِ ہندوستان کو ایک پاکیزہ نکھار حاصل ہوا۔ یہی وُہ نُور تھا جس سے ظلمت کدۂ ہند میں چارسُو ایمان و عِرفان کی قندیلیں جھلملانے لگیں ——— اَور یہی وُہ حوالہ تھا جس سے لاکھوں "کرم چند" اَور "موتی لال" دِل و جان سے "غلام نبی" کا تشخّص اپنانے لگے ——— اس نئے تشخّص کا رنگ کچھ ایسا گہرا تھا کہ ایک ہی دھرتی ماتا سے جنم لینے والے اَور ایک ہی ماحول میں پروان چڑھنے والے اب ایک نہ تھے ——— اُن کے درمیان ایک اَنمٹ خطِ امتیاز کھنچ چکا تھا ——— رنگ بھی وُہی، نسل بھی وُہی، زبان بھی ایک، دھرتی بھی ایک، لیکن اِن سب رنگوں سے کہیں بالاتر اَب ایک اَور ہی رنگ کار فرما تھا:۔

صِبْغَةَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَةً ؎

"مُسلم تشخّص" کی یہ آبیاری محراب و منبر اَور خانقاہ سے ہوتی رہی ——— دَورِ اکبری میں ہندُو ذہنیت نے مُسلم تشخّص کو دُھندلانے کی سازشیں کیں تو حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی صدائے حق آمریت کے ایوانوں میں گونجتی ہے ——— سامراجیت کی زنجیریں جب گردنوں پہ بار بن گئیں تو یہی مُسلم تشخّص کی تڑپ ۱۸۵۷ء کے باب کو رنگین کر گئی۔

ہندوستان میں مُسلم تشخّص کے اِس گہرے رنگ سے ہندُو ذہنیت ہمیشہ ہی نالاں رہی، وُہ لوگ یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ ہمارے ہی بندھ بھائی ہم سے جُدا کیوں ہو گئے؟ ———

یہ خطِ امتیاز کیسا؟ ـــــــ اب فرنگی سامراجیت کے زیرِ سایہ پَر پُرزے نکالنے کے مواقع میسّر آئے تو ہندُو ذہنیت کے وُہ سارے خواب جو پانی پت کے میدانوں اور سومنات کی فضاؤں میں چکنا چُور ہُوئے تھے، اُن کی تعبیر سیاست کی بساط پہ نظر آنے لگی ـــــــ "ہندُو مُسلم بھائی بھائی" کا نعرہ کچھ اِس رنگ و روغن سے پیش کیا گیا کہ اچھے خاصے مُسلم زُعما بھی کانگریسی سازش کی تہہ کو نہ پہنچ سکے۔ اپنے ان لیڈران کی دیکھا دیکھی عام مُسلمان بھی اس نعرہ کے ہمنوا ہونے لگے ـــــــ اور پھر حالات نے وُہ رُخ اختیار کیا کہ بُت شکن مندروں میں جا جا کے دُعائیں مانگنے لگے۔

تحریکِ خلافت کا دَور تحریکِ آزادی کا ایک اہم موڑ ہے ـــــــ مغربیت کے زیرِ اثر سیاسی اداروں کی عمل کاری سے وا ہونے والی ہندو مُسلم اتحاد کی راہیں اب اپنے نقطۂ عرُوج پہ تھیں ـــــــ دراصل مُسلم تشخّص کو دُھندلانے کی وُہ دیرینہ شدید آرزوئیں جو ہندُو ذہنیت صدیوں سے لِئے بیٹھی تھی اُن کی تکمیل کے لِئے اب ایک سُنہری موقع میسّر آیا تھا ـــــــ ہندُو لیڈر مُسلمانوں کے جذبۂ ایمانی سے خوب آگاہ تھے مسئلہ خلافت پیش آیا تو ہندُو ذہنیت نے دونوں ہاتھوں سے اِس "جذبہ" کو اپنے ناپاک مقاصد کے لِئے EXPLOIT کیا ـــــــ ایک طرف تو سامراجیت کو ہلا ڈالنے والی مسلمانوں کی تحریک کے بل بوتے پر گاندھی وغیرہ حکومت کو آنکھیں دِکھلا رہے تھے تو دُوسری طرف مُسلم تشخّص کو دُھندلانے کی سازش بھی پروان چڑھ رہی تھی ـــــــ اور حقیقت تو یہ ہے کہ کانگریسی ذہنیت اپنی اِس چال میں کافی حد تک کامیاب بھی ہُوئی ـــــــ تحریکِ خلافت، تحریکِ ترکِ موالات اور تحریکِ ہجرت کے بعد کانگریس ایک مضبُوط اور نمائندہ جماعت کی حیثیّت سے اُبھری جب کہ مُسلم لیگ اِن حالات میں مؤثر رول ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے کافی حد تک پسِ پردہ چلی گئی ـــــــ اور ادھر جمعیت العُلمائے ہند کا فنافی الکانگریس پلیٹ فارم اپنے عمل و فکر سے حالات کو ایک ایسے رُخ پہ لے آیا جس کی ایک ہلکی سی جھلک یُوں دیکھی جا سکتی ہے:-

"ہندوستان کی تمام تاریخ میں یہ دور پہلا اور آخری دور تھا جس میں ہندو مسلم اتحاد اپنے عروج پر تھا ——— مسلمانوں نے ہندوؤں کی دلجوئی حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مسلمان رضا کاروں نے رام لیلا کا بندوبست کیا۔ مندروں میں دعائیں مانگی گئیں۔ وید کو الہامی کتاب تسلیم کیا گیا۔ راماین کی پوجا میں شرکت کی گئی۔ مسلمانوں نے اپنے ماتھوں پر تلک لگائے۔ گنگا پر پھول اور بتاشے چڑھائے گئے۔ بار بار اس بات کا اعلان کیا جاتا کہ "گاندھی مستحق نبوت تھا" اور یہ کہا گیا کہ "اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی نبی ہوتا" گائے کی قربانی کو موقوف کرنے کی تجاویز پیش کی گئیں اور سب سے زیادہ غضب یہ کیا کہ دہلی کی جامع مسجد میں منبر رسول پر ایک متشدد ہندو شردھانند سے تقریر کروائی اسی شردھانند نے بعد میں مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شدھی کا آغاز کیا"۔ [1]

اس ہنگامہ خیز دور میں جذباتیت کی عام رو سے ہٹ کر دارالعلوم بریلی سے ایک آواز ابھرتی ہے ——— یارو! دیکھو کس روش پہ چل نکلے ہو ——— کچھ اندازہ تو کرو کہ دین اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی تمنائیں رکھنے والے کیا خلافت کو برپا کریں گے؟ ——— تاریخ کے عمل سے سبق حاصل کرو ——— ہندو مسلم اتحاد سے ہاتھ اٹھاؤ ——— اپنے تشخص کو پہچانو ——— دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھامو ——— یہی تمہارا حوالہ ہے ——— تم اسی سے ہو ——— یہ نہیں تو تم بھی نہیں۔

اگرچہ دارالعلوم بریلی سے اٹھنے والی اس صدا کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان تمام حالات میں بھی مسلمانان پاک و ہند کو ہندو مسلم اتحاد کی خطرناک سازش سے آگاہ کرنے کے لیئے مولانا احمد رضا خان اور ان کے رفقائے کار سرگرم عمل رہے ———

---

[1] پروفیسر احمد سعید: حصول پاکستان (لاہور ایجوکیشنل ایمپوریم: ۱۹۷۲ء) صفحہ ۷۱

اُن کا نقطۂ نگاہ تاریخ کی آزمائی ہوئی صداقت پہ مبنی تھا :-

"کیا وُہ ہم سے دین پر نہ لڑے ؟ کیا قربانی گاؤ پر اُن کے سخت ظالمانہ فساد بُرانے پڑ گئے ؟ کیا کٹارپور و آرہ اَور کہاں اَور کہاں کے ناپاک وہولناک مظالم جو ابھی تازے ہیں دِلوں سے محو ہو گئے ؟ بے گناہ مُسلمان نہایت سختی سے ذبح کیئے گئے ، مٹی کا تیل ڈال کر جلائے گئے ، ناپاکوں نے پاک مسجدیں ڈھائیں قرآن کریم کے پاک اَوراق پھاڑے ، جلائے اَور ایسی ہی وُہ باتیں جن کا نام لیئے کلیجہ منہ کو آئے ۔"[۲]

"تبدیل احکام الرحمٰن واختراعِ احکام الشیطٰن ——— سے ہاتھ اُٹھاؤ ، مُشرکین سے اِتحاد توڑو ——— مرتدین کا ساتھ چھوڑو کہ محمّد رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامنِ پاک تمہیں اپنے سایہ میں لے ۔"[۳]

"میرے دوستو فقیر ——— تمہیں نہایت عاجزانہ و مُخلصانہ یہی صلاح دیتا ہے کہ کسی غیر مذہب میں جذب ہونے سے اپنے کو محفُوظ رکھو ۔"[۴]

دارُالعلوم بریلی سے وابستہ حضرات نے ایک منظّم انداز میں جماعت رضائے مُصطفےٰ کے پلیٹ فارم سے ہندو ذہنیت کے خلاف بھرپُور محاذ سنبھالا ——— ایک ایسے وقت میں جب کہ مُسلم لیگ گوشۂ تنہائی اِختیار کر چکی تھی اَور جمعیت العُلمائے ہند عملاً و فکراً کانگریسی لیڈر شپ کے نثار ہو چکی تھی ، تنہا دارالعلُوم بریلی ہے مُسلم تشخّص کو اُجاگر کرنے کی یہ جدّ و جُہد ہماری تحریکِ آزادی کا ایک اہم باب ہے ——— مولانا احمد رضا خان اَور اُن کے رفقائے کار

---

[۲] مولانا احمد رضا خان : المحجۃ الموتمنہ ـ بحوالہ : اَوراقِ گم گشتہ از سیّد رئیس احمد جعفری (محمد علی اکیڈیمی : لاہور : ۱۹۶۸ء) صفحہ ۲۴۹

[۳] ایضاً : صفحہ ۳۰۵

[۴] پروفیسر سیّد سلیمان اشرف : الرشاد مکتبہ رضویہ : لاہور ، ۱۹۸۱ء) صفحہ ۷۲

نے نہ صرف تحریر و تقریر سے گاندھی کے فسوں کا شکار حلقوں کو جھنجھوڑا بلکہ عام مسلمانانِ پاک و ہند کو بھی ہندو ذہنیت کی خطرناک سازش سے آگاہ کیا ــــــ فاضل بریلوی کے خلیفہ پروفیسر سیّد سلیمان اشرف (جماعت رضائے مصطفٰے) اور مولانا ابو الکلام آزاد (جمعیت العلمائے ہند) کے مابین ہندو مسلم اتحاد کے مسئلہ پر ایک زبردست مناظرہ ہوا۔ بریلی میں ہونے والے اس مناظرہ میں مولانا ابو الکلام آزاد کو پروفیسر موصوف کے نقطۂ نگاہ کو تسلیم کرنا پڑا۔[۵]

دارالعلوم بریلی سے ہونے والی ان زبردست کاوشوں کے نتیجہ میں مختلف حلقوں سے "ہندو مسلم اتحاد" کے خلاف آوازیں اُبھرنا شروع ہوئیں اور لوگ کانگریسی ذہنیت کی سازش سے آگاہ ہونے لگے ــــــ خصوصاً ترکِ موالات کے نام پر مسلم تعلیمی اداروں کو تباہ کرنے کے لئے جو منصوبہ بندی کی گئی تھی وُہ ناکام ہو کے رہ گئی۔ ہندوؤں سے ترکِ موالات اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ ۱۹۲۰ء میں انجمن حامیِ اسلام لاہور کی طرف سے شائع ہونے والی یہ کتاب تحریکِ پاکستان خصوصاً تحریکِ ترکِ موالات کے باب پہ تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے ایک اہم حوالہ ہے۔ فاضل مؤلّف نے تاریخی حقائق اور اپنے دَور کے حالات و واقعات کی روشنی میں مسلمانوں کو ہندو مسلم اتحاد کی فریب کاریوں سے آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے:

ــــــ "لوگ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم ہندوؤں کو اپنا دوست و مددگار بنا کر خلافت یا سوراج حاصل کر لیں گے اور ہندوؤں کے ساتھ ملنے سے ہمیں عزّت حاصل ہو جائے گی۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔" (ص۷)

ــــــ "مَیں نہایت زور کے ساتھ کہنا چاہتا ہُوں کہ مسلمانوں کو گاندھی وغیرہ اور دیگر کفّار کا ہرگز اعتبار نہیں کرنا چاہیئے" ــــــ (ص۱۷)

۷ر نومبر ۱۹۸۱ء
سیالکوٹ

حمید راعی

---

[۵] محمد جلال الدین قادری: ابو الکلام آزاد کی تاریخی شکست
مکتبہ رضویہ، لاہور ۱۹۸۰ء)

تَرٰى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۝

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ

وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝

اُن میں تم بہُت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں، کیا ہی بُری چیز اپنے لیے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا اُن پر غضب ہُوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور ان نبی پر، اور اُس پر جو ان کی طرف اُترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے، مگر اُن میں تو

بہتیرے فاسق ہیں ۔

عرضِ ناشر

تحریکِ آزادیٔ ہند کی تاریخ معلوم کرنے کے لِئے نہ تو کھنڈر کھودنے کی ضرورت ہے، اَور نہ دستیاب شُدہ سِکوّں اَور پتھروں کی مدد سے واقعات کو قائم کرنے کی، لیکن رونا اِس کا ہے کہ ہم اپنی تارِیخ ——— خصُوصاً پاکستان کی تحریک جو بالآخر کامیابی سے ہم کنار ہُوئی، کو بھُولے ہوئے ہیں اَور اَب ہمارا واحد ذریعۂ معلومات وُہ ڈِھیلی اَور بے جان تاریخ ہے جو خاص حالات کے ماتحت وقتی ضرورتوں کو مدّنظر رکھ کر نہ صرف مرتّب کی گئی بلکہ قیامِ پاکستان کے بعد بُوجُوہ "مفتی کی پگڑی مُلّا کے سر" باندھنے کی جو کوششیں شروع ہوگئی تھیں ——— کی مکمّل آئینہ دار ہے۔[1] نتیجتاً اِس دَوران کالجوں اَور سکولوں سے فارغ التحصیل ہونے والے مُستقبل کے معمار یعنی نوجوان نسل، قیامِ پاکستان کے اصل محرّکات اَور آزادیٔ پاکستان میں انگریزوں، ہندوؤں یا ہندوؤں کے حلقہ بگوش مُسلمانوں کی پیدا کردہ رُکاوٹوں سے باخبر نہ ہونے کے باعث ——— تحریکِ پاکستان کے اکابر اَور اس کے دُشمنوں کے مابین فرق نہیں کر سکتی کسی تاریخ کا مُستند ماخذ تو وُہی کہلائے گا جو اُسی یا اُس کے قریب تر زمانے میں اُس تحریک یا اُس کے اساسی نظریہ کے حامی عینی شاہدوں کی طرف سے قلم بند کیا گیا ہو ——— نہ کہ ایسا مواد جس کا سارا دارو مدار مخالفینِ پاکستان کی محض اُن چند کتابوں پر ہو جن کو اِس گروہ کے مؤرّخین اَور پروَردہ صحافیوں نے دانِستہ یا نادانِستہ وحیِ آسمانی کا درجہ دے رکھا ہے، لیکن ——— حقائق کے چہرے سے نقابیں سَرک رہی ہیں اَور قلم کے سامریوں کا یہ طِلِسم اَب آہستہ آہستہ ٹُوٹ رہا ہے۔

---

[1] یہاں تک کہ کانگرسی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے وُہ اصحاب جو دوقومی نظریہ کی حمایت کے "جرم" میں مُسلمانانِ ہند کی عظیم دینی و ملّی درس گاہ دارُالعلوم بریلی پر انگریز کی آلہ کاری کا الزام عائد کرنا فرائضِ دینی (باقی بر صفحہ آئندہ)

زیرِ نظر رسالہ تحریکِ خلافت اَور تحریکِ ترکِ موالات (۲۱-۱۹۲۰ء) کے اُس جذباتی دَور کی یادگار ہے جس وقت قائدِ اعظم محمّد علی جناح اَور ڈاکٹر محمّد اقبال نے بھی بوجوہ خاموشی اختیار کر لی تھی[1] ـــــــ ایسے میں مسلمانوں کے سوادِ اعظم (اہلسنّت) کے رہنما، اسلامی حمیّت وغیرت اَور بے مثال جوش وجذبے کے ساتھ یہ کہتے ہُوئے ـــــــ

ع مجھے ہے حکمِ اذاں لَآ اِلٰہَ اِلّا اللہ

منظرِ عام پر آتے ہیں ـــــــ اَور پھر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یہ آواز کس طرح برِّصغیر کی فضاؤں میں گونجی اَور "متحدہ قومیّت" کا بُت پاش پاش ہوگیا ـــــــ

جناب ڈاکٹر محمّد مسعُود احمد نے اپنی کتاب "تحریکِ آزادیٔ ہند اَور السّواد الاعظم" کے

(حاشیہ بقیّہ صفحہ گذشتہ) میں شمار کرتے تھے ۔ بے اختیار پکار اُٹھے ہیں کہ :-

"ہم اپنی تاریخ ملّت کے صفحات سے ان حضرات کے علمی اَور عملی کارناموں کے سُنہری ابواب سے یک لمحہ صرفِ نظر کرلیں تو گھٹا ٹوپ تاریکی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا"

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، ۱۰ اپریل ۱۹۸۲ء صفحہ ۱۱، کالم ۶ مضمون بعنوان "ملکی حالات اَور نظامِ اسلام" از مجاہد الحسینی (سابق ایڈیٹر "خدّام الدّین" لاہور)

[1] اِس نازک اَور پُرفتن دَور کی ایک ہلکی سی جھلک ـــــــ ممتاز قانون دان کے ایل گابا (م - ۱۹۸۱ء) کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے، جس کا نقشہ اُنہوں نے دو قومی نظریہ کی تاریخ بیان کرتے ہُوئے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "مجبُور آوازیں" میں کھینچا ہے :-

"دو قومی نظریہ" جس پر بڑے بحث مباحثے ہوتے رہتے ہیں، آل انڈیا مسلم لیگ آل انڈیا مسُلم کانفرنس یا دیوبند یا جامعہ ملّیہ کی تخلیق نہیں تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اِس نظریے کا مصنّف نہ تو محمّد علی جناح تھے اَور نہ علّامہ اقبال۔

دو قومی نظریہ تو ۱۹۲۰ء ہی میں ایک مشہُور اَور مسلّمہ نظریہ بن چکا تھا۔ اس وقت جناح صاحب کانگریس کے رہنما اَور بقول سروجنی نائیڈو "ہندو مسلم اتحاد" کے سفیر تھے"

(خالد لطیف گابا، "مجبُور آوازیں" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵، ص ۱۰)

حرفِ آغاز میں توجّہ دِلائی ہے کہ "اِس نازک دَور میں جب کہ قوم کا سیاسی شعور پُختہ نہیں بعض حضرات "متحدّہ قومیّت" کے تصوّر کو پھیلا رہے ہیں" ــــــ لیکن اب تو نوبت باین جا رسید کہ بعض لوگ پاکستان میں سیرت النّبی کے خوشنما نام پر ایسی کتابیں[1] لکھ رہے ہیں جن میں "متحدّہ قومیّت" کے عَلَم بردار عُلماء کے کردار کو محسنِ اِسلام بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اگر کہیں بامرِ مجبوری ہندو نواز عُلماء کی تحریکِ پاکستان سے دُشمنی کا اِعتراف بھی کیا جاتا ہے تو اُن کی نیّتوں کے نیک ہونے کی قسم کھانا بھی ضروری سمجھا جاتا ہے۔ آج ابُوالکلام آزاد کی طرف سے مزارِ قائدؒ پر فاتحہ کے قصّے اَور حسین احمد مدنی کی جانب سے کسی ذاتی خط میں پاکستان کو مسجد قرار دینے کی کہانیاں تراش کر ان حضرات کی کتنی ہی صفائی کیوں نہ پیش کی جائے، حقائق کو اِتنی آسانی سے مسخ نہیں کیا جا سکتا۔

کاش تحریکِ پاکستان میں اِن حضرات نے مُسلمانوں کے اِجتماعی مفاد سے غدّاری نہ کی ہوتی تو دُنیا کے نقشے پر اُبھرنے والی نئی اِسلامی مملکت کے خطوط کچُھ اَور ہی ہوتے۔ یہ سب کیوں ہوُا؟ اِس سوال کا جواب پاک و ہند کے معرُوف و ممتاز نعت گو اَور شاعرِ تحریکِ پاکستان حضرت علّامہ ضیاء القادری بدایُونی (م ـــ ۱۹۷۰ء) کی زبانِ بلاغت نظام سے سُنیئے :-

"غیر منقسمہ ہندوستان میں ایک ہزار سال تک اِسلامی سلطنت قائم رہی تمام اِسلامیانِ ہند کا ایک ہی مذہب و مسلک رہا ــــــ انگریز کے قدم آنے سے قبل مُسلمانانِ ہند وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا پر پُورے اِستحکام کے ساتھ عامل تھے۔ عاملینِ برطانیہ نے اپنے جبلّی فریب سیاست سے سوادالاعظم اِسلام میں رخنہ اندازی شروع کی اَور نئے نئے مذاہب جاری کرا کے اُن کو پروان چڑھایا۔ اَور اللہ کی رسّی کو مضبُوطی سے پکڑنے والوں میں تفرقہ اندازی کی داغ بیل ڈالی ــــــ

---

[1] ہمارا اِشارہ لاہور سے شائع ہونے والی اُس کتاب کی جانب ہے جو ۱۹۷۹ء میں ــــ "سیرت النّبی بعد از وصال النّبی" (محمّد عبدالمجید صدیقی) کے نام سے شائع ہوئی جس میں محض جا بجا کانگریسی علما کا سیرتِ پاک کے نام پر پروپیگنڈا کیا گیا۔

دورِ آخر میں مسلمانوں کی شیرازہ بندی اور سیاسی و ملکی حقوق کے حصول کے لئے مسلم لیگ ایک نصب العین لے کر میدانِ عمل میں آئی۔ دُنیا نے دیکھ لیا کہ انگریز کے بنائے مذاہب اور فرنگی کے مرغانِ دست پرور نے مسلم لیگ اور اُس کے نصب العین پاکستان کی شدید مخالفت کی، مگر سوادِ الاعظم اسلام یعنی مذہب اہلِ سُنّت والجماعت اور اُس کے علماء و مشائخ نے سر دھڑ کی بازی لگا کر پاکستان حاصل کر لیا[1]" ———

تاریخِ برِّصغیر پاک و ہند، بالخصوص تحریکِ پاکستان میں علماء و مشائخ کے کردار کے اثرات بہت دُوررس ہیں، جن کا تحقیقی جائزہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اِس کتاب کی دوبارہ اشاعت سے ہمارا مقصد جہاں تاریخی حقائق کو نئی نسل تک منتقل کرنے کے فرض سے عہدہ برآئی ہے وہاں ہندو ذہنیت کے متعلق خوش فہمی جن نتائج کا باعث بن سکتی ہے اُن کا ادراک ازبس ضروری ہے۔ ڈاکٹر محمد باقر کے الفاظ میں ——— "پاکستان میں مشرکین (ہند) سے روابط قائم کر کے ہم کہاں کھڑے ہیں[2]؟"

قمر الدین
ناظمِ مکتبہ

○

---

[1] مصباح الآخرت: الحاج علی حسین آبادی (سابق اُستاد کمانڈ اینڈ اسٹاف کالج، کوئٹہ) مطبوعہ کراچی ۱۹۵۴ء
تقریظ: علامہ ضیاء القادری البدایونی: صفحہ ۵، ۶

[2] مکتوب ڈاکٹر محمد باقر بنام راقم السطور از لاہور، محررہ ۹ ستمبر ۱۹۸۰ء

مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ) لاہور کے صدر جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تحریک اور نشان دہی پر ہم ایک عرصہ سے اِس اہم تاریخی رسالہ کے لیئے سرگرداں تھے۔ بالآخر فاضل و مخلص محقق جناب محمد ذوالفقار علی رانا صاحب (شعبۂ عربی پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کی سعیِ جمیلہ سے اِس کا ایک نسخہ اہلِ سُنّت کی قدیم و معرُوف دینی درس گاہ دارُالعلُوم انجمن نعمانیہ لاہور کے کتب خانے سے دستیاب ہوگیا۔

ہم مکرّم و محترم جناب حکیم صاحب موصُوف اور رانا صاحب کے بے حد شکر گزار ہیں جن کی تحریک، سعی اور تعاون کی بدولت ہم یہ امانت قارئین کی نذر کرنے کے قابل ہو سکے ہیں۔

جناب حمید راعی بھی ہمارے دِلی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے نہایت مربُوط و جامع پیش لفظ لکھ کر رسالے کے زمانۂ تحریر اور پس منظر کو پُوری طرح اُجاگر کر دیا ہے۔

ناشر

○

اِعتذار

زیرِ نظر رسالہ[1] "ہندوؤں سے ترکِ موالات" کا جو نسخہ ہمیں دستیاب ہوا، اس کے بعض صفحات کا مطالعہ ناقص طباعت اور غیر محتاط کتابی کی وجہ سے دِقّت اور اُلجھن کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہم اِس تاریخی دستاویز کی اہمیّت و افادیّت کے پیشِ نظر اس کا عکس شائع کر رہے ہیں۔

ناشر

○

---

[1] "ہندوؤں سے ترکِ موالات" کے مرتّب جناب منشی تاج الدین احمد تاجؔ (م۔ ۱۹۵۹ء) کی علمی و دینی خدمات اور حالاتِ زندگی کے لئے "فدایانِ امیرِ ملّت" از محمّد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء ملاحظہ فرمائیں۔
(ناشر)

منجانب

انجمن حامیٔ اسلام لاہور

کٹڑہ حکیم ولی شاہ

متمول مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو چھاپ کر عام مسلمانوں میں مفت تقسیم فرمائیں

ہندوؤں سے ترک موالات

مرتبہ

منشی تاج الدین احمد تاجر

حسب فرمایش

خادم الاسلام ملا محمد بخش

سکرٹری انجمن حامیٔ اسلام و سابق مینجر

اخبار ہنٹر لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوؤں سے کیوں ترک موالات نہیں ہوتا؟

آہ! آج اسلام پر اسقدر مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں کہ ایک سچا مسلمان جنہیں دیکھ دیکھ کر غم و اندوہ سے مضطرب و پریشان و مضمحل و نڈھال ہو رہا ہے۔ سلطنت اسلامیہ کو اسلام کے قدیمی دشمنوں نے پارہ پارہ کر دیا۔ مقامات مقدسہ پر اپنا تصرف جما لیا اور مسلمانوں کا شاہانہ اقتدار قریباً قریباً دنیا سے مفقود ہو گیا۔ مسلمانوں کے اس تنزل و پستی کے دور کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کے ہندو لیڈروں نے موقعہ کو غنیمت سمجھا اور ہندوستان میں مسلمانوں کے رہے سہے اقتدار اور انکی علمی ترقی کی روز افزوں رفتار اور انکی مذہبی پاسداری اور اقتصادی فوائد کو ملیا میٹ کرنے کے دیرینہ منصوبوں کو بار آور کرنے کیلئے کسقدر مستعدی و دلیری و چالاکی و عیاری سے کام لیا۔ ہندوستان کے ہندو لیڈر مدت سے اس کوشش میں تھے کہ کسی نہ کسی طرح ہمیں **سواراج** مل جائے یعنی ہندوستان میں ہماری اپنی حکومت ہو جائے۔ اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال کر **مسلمانوں** پر ایسے مظالم توڑے جائیں کہ مسلمان خود بخود دہائی دیتے ہوئے ہندوستان سے نکل جائیں اور جو رہ جائیں وہ ہمارے **ذلیل غلام** بنکر رہیں۔ چنانچہ ۷-۸-۹-۱۰ سنہ ۱۹۱ء کی شورشیں اور سازشیں اسکی شاہد ہیں۔ کیونکہ انکا یہ عقیدہ اور انکی یہ تعلیم ہے کہ "کوئی شخص ایسے **قانون کی پیروی** نہ کرے کہ جسے ویدوں سے ناآشنا لوگوں نے بنایا ہو"۔ (ستیارتھ پرکاش) بس "رولٹ بل" کے پاس ہونے اور مسلمانوں کی بدقسمتی سے سنہ ۱۹۱۹ء میں **فسادات پنجاب** نے ہندوستان میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ چونکہ سلطنت اسلامیہ کے متعلق گورنمنٹ کی نامنصفانہ روش کے حالات سن سن کر مسلمانوں کے دل انگریزوں سے کشیدہ ہو رہے تھے۔ بس ان فسادات نے آگ پر تیل کا کام دیا۔ غرضیکہ ہندوؤں نے بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے **دام** میں پھنسا لیا۔ ہندوؤں کے سرگرم لیڈر مسٹر **گاندھی** نے وائسرائے ہند کو "ستیہ گرہ" وغیرہ کی کئی دفعہ دھمکیاں دیں لیکن [illegible] مرتبہ **شکست** نصیب ہوئی۔ جب مسٹر گاندھی [illegible] **ایجی ٹیشن** جاری رکھنے کیلئے کوئی مشغلہ ہاتھ میں نہ رہا تو [illegible] جا کر اور خاک و خون میں ملا کر ہزارہا عورتوں کو [illegible] ہا لوگوں کو جلیانوالہ [illegible]

بےعزت کراکر جوتوں پر بید لگوا کر زمین پر ناک سے لکیریں کھچوا کر اور پیٹ کے بل رینگوا کر اور عورتوں کی بیحرمتی کروا کر بھی اُسے ناکامی ہی نصیب ہوئی تو اُس نے سلمانوں کی ناعاقبت اندیش اور دوست دشمن میں تمیز نہ کرنیوالی قوم کو ایک اور طرح ایجی ٹیشن میں حصہ لینے کیلئے ابھارا یعنی **مسئلہ خلافت** کو آڑ بنا لیا اور مسٹر گاندھی نگے ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے۔ اور دراصل یہ ایک نہ ختم ہونیوالا ایجی ٹیشن تھا۔ مسلمانوں کی ہمدردی میں فرضی اور بناوٹی دجلسازی کی تقریریں کیں۔ مسلمان ایسے بےسمجھ ہیں کہ اُنکی زبانی اور جھوٹی ہمدردی پر دین وایمان قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر مشرکوں کو کھڑا کیا گیا۔ خدا و رسول صلعم کے احکام کو پس پشت ڈال کر گاندھی کے احکام کو مقدم سمجھا گیا۔ ہندوؤں کے تہواروں پر رسوم کفر و شرک میں شریک ہوئے۔ الغرض ایسے ایسے کفریات بکے کہ خدا کی پناہ۔

گاندھی نے **نان کوآپریشن** کا مسئلہ ایجاد کیا۔ عوام اور جہلاء تو ایک طرف ہمارے علماء بھی انکے حلقہ بگوش ہو گئے۔ مولوی **عبد الباری** نے تو لٹیا ہی ڈبو دی۔ نان کوآپریشن کے معنی **ترک موالات** کئے گئے حالانکہ نان کوآپریشن کے معنے **ترک معاملات** ہیں۔

جناب مولٰینا مولوی **حاکم علی صاحب** پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے مولوی ابوالکلام کے فتوے کا ابطال کرتے ہوئے اس موضوع پر نہایت قابلیت سے بحث کی۔ جس کا جواب ابوالکلام وغیرہ آجتک نہیں دے سکے۔ مولوی محمود الحسن صاحب نے بھی ترک موالات کی آیات ترک معاملات پر چسپاں کر دیں۔ اور وہ آیات جو مشرکین کی دوستی سے روکتی ہیں وہ انگریزوں پر تو چسپاں کر دیں مگر ہندوؤں پر چسپاں نہ کیں۔ حالانکہ وہی آیات ہندوؤں کے مظالم پر نہایت وضاحت سے چسپاں ہوتی ہیں۔

حکیم اجمل خاں کا فریب ودھوکا

میں اس موضوع پر کچھ لکھنے ہی کو تھا کہ حکیم اجمل خانصاحب نے ایک **فرضی جمعیۃ العلماء ہند** کے جلسہ منعقدہ دہلی میں بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ موضوع زیر بحث پر ایک طویل تقریر کی۔ اس تقریر کا زیادہ تر حصہ ابوالکلام اور محمود الحسن وغیرہ کا فضلہ ہے جو کئی دفعہ اخبارات کے صفحات پر گر چکا ہے میں اسوقت اور تمام باتوں کو نظرانداز کر کے حکیم صاحب کی تقریر کے صرف ایک حصہ پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حکیم صاحب نے ہندوؤں کے ساتھ ترک موالات نہ کرنیکے جو عذر لنگ پیش کئے ہیں وہ نہایت نامعقول ہیں ابوالکلام۔ محمود الحسن اور اجمل خاں نے آیات قرآنی کی ایسی ظالمانہ اور جاہلانہ تاویلیں کی ہیں کہ جنہیں ایک سچا مسلمان ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ اور ہندوؤں کے مظالم سے ایسی آنکھیں بند کر کے تجاہل منافقانہ سے کام لیا ہے کہ جو ایک مسلمان کا شیوہ ہرگز نہیں ہو سکتا

چنانچہ آپ مندرجہ ذیل عنوان **ترک موالات دوسری قوموں کیساتھ کیوں نہیں کیا جاتا؟** قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "یہ ایک اعتراض ہے جو بعض اُن لوگوں کی طرف سے کیا جاتا ہے جو گورنمنٹ کیساتھ ترک موالات کی تحریک میں شرکت کرنی ناپسند کرتے ہیں۔ اسلئے جب کبھی اُن سے گفتگو ہوتی ہے تو وہ اصولاً ترک موالات کو ایک طرف تو تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کے ہندوؤں کیساتھ ترک موالات کیوں نہیں کیا جاتا۔ اس موقعہ پر میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اُنکی تسلی خاطر کیلئے مذہبی دلائل اُنکی خدمت میں پیش کردں۔

اسلام وہ مذہب ہے جو دین و دنیا دونوں چیزوں کو اپنے پیروؤں کیلئے بہترین صورت میں پیش کرتا ہے اور جو واقعی طور پر انسانی فطرت کے مطابق ہے ایسی حالتمیں یہ کسطرح ممکن ہوسکتا ہے کہ ہندو یا کوئی دوسری قوم مسلمانوں کیساتھ قومی مخالفت کا اظہار نہ کرے بلکہ اُنکی طرف اپنی امداد کا ہاتھ بڑہائے (سمجھ میں نہیں آتا کہ حکیم صاحب نے یہ بے معنی بے جوڑ بے محل اور مہمل عبارت لکھنے کی کیوں تکلیف گوارا فرمائی) اُنکی ہمدردی میں اپنے بعض افراد کو جیلخانوں میں بھجوائے یا اپنے معززترین افراد کو خطرہ میں ڈالے اور ہمارے مذہبی احکام ہمیں یہ بتائیں کہ ایسی حالتمیں ہم اُن کیساتھ بھی اُسیطرح اظہار مخالفت کریں جس طرح اُس قوم کیساتھ ہمیں کرنا چاہیے جس نے ہمارے ساتھ اپنی مخالفت کا عملی طور پر اظہار کرکے ہمیں سخت ترین نقصان پہنچایا۔ اگر کوئی شخص ایسی حالتمیں اس گروہ کے متعلق بھی ویسے ہی خیالات ظاہر کرے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ فریب دے رہا ہے۔ اور یہ فریب وہی کسی شرمناک سبب پر مبنی ہے"۔

جناب حکیم صاحب آپ ہندوؤں کی محبت میں مدہوش ہوکر خود مسلمانوں کو دم ہوکا اور فریب دیکر ایک شرمناک حرکت کے مرتکب ہورہے ہیں۔ ہندوؤں نے اپنے افراد کو جیلخانوں میں **بقاء خلافت** یا مسلمانوں کی ہمدردی کیلئے نہیں بھیجا بلکہ **حصول سوراج** کیلئے بھیجا ہے۔ اور تمہاری اس فریب کاری پر خدا کی لعنتیں بوسہ دے رہی ہیں کہ "ہندوؤں نے مسلمانوں کیساتھ اپنی مخالفت کا کوئی عملی اظہار نہیں کیا"۔ جس کا ثبوت آگے چل کر دونگا۔ اسکے بعد حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ "اس تمہید کے بعد سب سے پہلے میں قرآن شریف کی ایک آیت آپکو سناتا ہوں اور وہ فما استقاموا لکم فاستقیموا لہم ہے۔ اگر ہندو یا ہندوستان کی کوئی دوسری قوم عہد اتحاد کو توڑے اور مسلمانوں کو قومی حیثیت سے کوئی نقصان پہنچائے تو اُسوقت حق و انصاف ہاتھ میں لیکر مسلمانوں کو اُنکے ساتھ بھی ترک موالات کرنیکا پورا پورا استحقاق ہے۔ لیکن جبتک وہ پیمان اتحاد پر قائم ہیں خدا کا یہ حکم ہکو بتاتا ہے کہ ہمیں بھی اُنکے ساتھ سیدھے رستہ پر چلنا چاہیئے"۔

اللہ رے تجاہل ظالمانہ۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کو آجتک کوئی قومی نقصان

نہیں پہنچایا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ حکیم صاحب للہ یہ تو بتلایئے کہ ہمارا ہندوؤں کیساتھ اتحاد ہوا کب ہے؟ ذرا اُس معاہدہ کے ہمیں بھی تو درشن کرائے جائیں۔ دیکھیں تو اُس معاہدہ پر کس کس ہندو لیڈر کے دستخط ہیں سے لاؤ تو قتل نامہ مرا میں بھی دیکھ لوں۔ کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی۔ اسکے بعد حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ "دوسری قرآن شریف کی آیت اور بھی صاف ہے اور وہ لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین (ترجمہ) جو لوگ تم سے دین کے متعلق نہیں لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اُنکے ساتھ احسان اور انصاف اور احسان کرنیسے خداوند تعالیٰ نہیں روکتا اور وہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو۔ یہ آیت بنو خزاعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے جو مشرک تھے اور رسول مقبول صلعم کے حلیف تھے جنہوں نے اپنے پیمان وفا کو پورا کیا اور مسلمانوں کو نہ تو اُن کے گھروں سے نکالا اور نہ اُن سے لڑے اور نہ مکہ کے کفار کو مسلمانوں کے نکالنے میں اُنہوں نے کسی قسم کی مدد دی۔ اس آیت کے متعلق ابن جریر لکھتے ہیں۔۔۔۔ ابن جریر کی تفسیر کا ماحصل یہ ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں سے دین کے متعلق نہیں لڑے اور اُنہیں اُنکے گھروں سے نہیں نکالا خواہ وہ کسی گروہ یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اُنکے ساتھ احسان اور انصاف کرنا چاہیے کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہاں کسی خاص فرقہ یا مذہب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے زیادہ صاف جواب اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر اسکے بعد بھی کہا جائے کہ ہمیں مسلمانوں کو ہندوستان کی دوسری قوموں کیساتھ بھی ترک موالات کرنی چاہیے تو ایسا کہنے والوں کو خدا ہی بہتر سمجھا سکتا ہے۔"

میرے خیال میں حکیم صاحب کو اپنے دماغ کا تنقیہ کروانا چاہیے یا لکھنؤ میں جاکر دستور! تاکہ اُن کا دماغ صاف ہو جائے۔ جناب حکیم صاحب! آپ تو ہندوؤں کے مظالم پر پردہ ڈالکر مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن خدا نے چاہا تو ہم مسلمانوں کو گمراہ نہیں ہونے دینگے اور مسلمانوں کو بتادینگے کہ سب سے پہلے ہمیں ہندوؤں سے ترک موالات کرنا چاہیے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ایسے ظالموں (ہندوؤں) سے ترک موالات کیا جائے۔ حکیم صاحب کسقدر دھوکا دے رہے ہیں کہ ہندو ہمارے ساتھ دین کے معاملہ میں نہیں لڑے اور مسلمانوں کو اُنکے گھروں سے نہیں نکالا۔

آہ! ابو الکلام۔ محمود الحسن۔ اور اجمل خاں۔ **فسادات بہار** کے [illegible] فساد جانگداز اور جسم و جان میں سنسنی ڈالدینے والے واقعات کو اسقدر عمداً اور جانتا بوجھکر نظر انداز کر گئے ہیں کہ جس طرح کبھی دنیا میں یہ واقعات ہوئے ہی نہیں۔ ایسی بیحیائی! ایسی

بے غیرتی اور ایسی بے حمیتی کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ فسادات بہار کے مفصل حالات اگر لکھے جائیں تو اس داستان ظلم و ستم کیلئے کئی ہزار صفحات چاہئیں چونکہ حکیم صاحب نے نہایت مکاری اور دہوکا بازی سے کام لیا ہے اسلئے انشا اللہ عنقریب ہندوؤں کے مظالم کے نام سے فسادات بہار کے مفصل حالات رسالہ کی صورت میں چھاپکر ہندوستان میں عام طور پر شایع کئے جائینگے تاکہ ہندوئیکے ناپاک منصوبے اور مظالم اور مسلمان لیڈروں کی ناعاقبت اندیشیوں سے بھولے بھالے اور ناواقف مسلمان واقف ہو جائیں۔ لیکن فی الحال مجملاً بتانا چاہتا ہوں کہ

علاقہ بہار میں ہندوؤں نے محض قربانی گاؤ کو روکنے یعنی مسلمانوں کے ایک مذہبی اور دینی شعار کو قطعاً بند کرنے کیلئے ہزارہا کی تعداد میں اور لشکروں کیصورت میں مجتمع ہو کر اور ہر طرح کے **اسلحہ جات** سے مسلح ہو کر اور **گھوڑوں اور ہاتھیوں** پر سوار ہو کر ہزارہا **مسلمانوں کو زخمی اور قتل کیا**۔ ایک نہیں دو نہیں **مسلمانوں کے ایک سو چالیس گاؤں اور دو ہزار سات سو مکانات اس بیدردی کیساتھ لوٹے** کہ جنکی تفصیل سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مسلمانوں کے مکانات کا **لوٹا ہوا مال ظالم ہندو ہاتھیوں پر لاد کر لے گئے**۔ مسلمانوں کی لاکھوں روپے کی جائداد آپکے ہندو دوست کئی دن تک لوٹتے رہے۔ مسلمانوں کے لاتعداد مکانات کو **آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا**۔ اگر کسی غریب مسلمان نے ڈر کے مارے اپنے برتن کسی کنوئیں میں پھینکدیئے تو آپکے ہندو دوستوں نے پتہ لگا کر وہاں سے بھی نکال لئے۔ آپکے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کی کئی **زندہ گائیں جلادیں**۔ آپکے ہندو دوستوں نے لاتعداد مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کی **عصمت دری** کی۔ آپکے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کی **پانچ عالیشان مسجدیں شہید کر دیں** اور باقی تمام علاقے میں کوئی ایسی مسجد نہ چھوڑی کہ جکی **بیحرمتی** نہ کیگئی اور اسکو جگہ جگہ سے **منہدم** نہ کیا گیا ہو۔ آپکے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کے **قرآن مجید پھاڑ پھاڑ کر ایسے پرزے اڑائے** کہ مسلمانوں کے پاس پڑہنے کیلئے **قرآن شریف کا ایک نسخہ بھی نہ رہا**۔ جس پر ان مظلوموں نے غیر علاقے کے مسلمانوں سے درخواست کی کہ ہمیں پڑہنے کیلئے قرآن مجید بھیجے جائیں۔ آپکے ہندو دوستوں نے **پندرہ ہزار** مسلمانوں کو خانماں برباد کر دیا جنکے پاس سر چھپانے کو جگہ نہ رہی۔ اور یہ خانماں برباد مسلمان کھیتوں میں جا بیٹھے چھپاتے دن رات مختلف مقامات میں بھاگتے پھرے اور کئی کئی دن تک بچے۔ بوڑھے اور عورتیں فاقہ کرتی رہیں۔

کیا اب بھی آپ اپنے ہندو دوستوں کی حمایت میں یہی کہتے چلے جائینگے کہ ہندو مسلمانوں کے ساتھ دین کے معاملہ میں نہیں لڑے اور ہندوؤں نے مسلمانوں کو انکے گھروں سے نہیں نکالا اور ترک موالات کی آیات ہندوؤں پر چسپاں نہیں ہوتیں۔ شرم۔ شرم۔ شرم!

کیا ان حالات اور واقعات کے ہوتے ہوئے قرآن مجید کی یہ آیت ہندوؤں کی دوستی سے نہیں روکتی انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم و ظاہروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تمہیں اُن لوگوں کی دوستی سے روکتا ہے جو تم سے دین کے متعلق لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے (گھروں سے) نکالنے میں مدد دی جو لوگ ایسے لوگوں سے دوستی رکھینگے تو وہ ظالم ہونگے (سورہ ممتحنہ) حکیم صاحب اس آیت شریف کے مطابق کیا آپ اور آپکے ہمخیال و ہمنوا لوگ ظالم نہیں ہیں؟

حکیم صاحب! دیکھئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ہی جیسے لوگوں کے حق میں فرمایا ہے کہ "تم اُن لوگوں کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ظلم کیا ہے۔ اگر تم ایسا کروگے تو جہنم کی آگ تمہیں چھوئے گی" (قرآن مجید) پس اب حکیم صاحب تم لوگوں کو جہنم کی آگ کیلئے تیار ہو جانا چاہیئے کہ ان مظالم کے ہوتے ہوئے بھی آپ ہندوؤں کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ کیا یہ آیت آپکے حسب حال نہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ وہ مومنین کے سوائے کافروں کو اپنا دوست یا مددگار بنائیں اور جو ایسا کریگا اُسکو اللہ سے کوئی سروکار نہیں"۔

اور کیا اللہ تعالیٰ یہ آپ اور آپکے ہم خیالوں کے متعلق نہیں فرماتا کہ "ان منافقین کو عذاب دردناک کی خوشخبری سنادو کہ جو مومنین کے سوائے کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں۔ کیا وہ انکے پاس عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ تمامتر عزت خدا کیلئے ہے" (قرآن مجید)

حکیم صاحب آپ اور آپکے ہم نوا و ہم خیال لوگ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم ہندوؤں کو اپنا دوست و مددگار بناکر خلافت یا سوراج حاصل کرلینگے اور ہندوؤں کیساتھ ملنے سے ہمیں عزت حاصل ہوجائیگی۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ دیکھو دیکھو اللہ تعالیٰ مومنوں کو حکم دیتا ہے کہ "اے ایمان والو مومنین کے سوا کافروں کو اپنا یار و مددگار مت بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح لو" (قرآن مجید) حکیم صاحب جن ہندوؤں کی حمایت میں آپ آواز بلند کررہے ہیں ان ظالموں نے مفسدین بہار کی امداد و اعانت میں اپنا لہو پانی ایک کردیا تھا اور دوران مقدمہ میں ان مفسدین کے خلاف جو مسلمان گواہی دیتا اُسے طرح طرح کی تکلیف اور نقصان پہنچاتے چنانچہ ایک گواہ کا ۵۰۰ من دھان جلادیا گیا۔ تارن فسادات

کے بعد ضلع مظفر نگر میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کئے گئے۔ اور آپکی مسلم لیگ کی حقیقی ہمشیرہ نیشنل کانگریس نے ان مظالم پر کوئی زبردست نوٹس نہ لیا۔ جس پر آنریبل سید رضا علی صاحب کو مسلم لیگ کے اجلاس میں اظہارِ افسوس کا ریزولیوشن پیش کرنا پڑا۔

انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ الہ آباد کی بستی سروکھر میں بعض ہندو نے ایک بوڑھے مسلمان کو اذان دیکر نماز پڑھنے سے روکا اور جب وہ نہ رکا اور حسب عادت قدیم اذان دیتا رہا تو اسے زدوکوب کیا گیا۔ اور اس سختی کی وجہ یہ بتائی کہ ہمارے دیوتا اذان سے ناراض ہوتے ہیں"۔ جناب حکیم صاحب غنیمت ہے کہ ابھی آپکے ہندو دوستوں کے سوارا ج کا عہد نہیں آیا۔ ورنہ آپکے ہندو دوست تو مسلمانوں کو کچا ہی چبا جائینگے۔ اور یہ صرف ایک ہی واقعہ نہیں ہے بلکہ جہاں ہندوؤں اور سکھوں کی زیادہ آبادی ہے وہاں مسلمان اذان نہیں دیسکتے اور ہر طرح سے ذلیل غلام بنکر رہتے ہیں۔ کیا انہی لوگوں کے ساتھ آپ دوستی اور اتحاد کیلئے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے ہیں؟ شرم! جناب حکیم صاحب مناسب تو یہ تھا کہ ان مظالم بہار کے بعد ہی آپکے ہندو دوست مسلمانوں پر رحم فرماتے۔ لیکن نہیں انہوں نے دوسرے سال ہی بقر عید کے موقعہ پر کٹار پور میں مسلمانوں پر وہ ظلم کئے کہ جنہیں سن سن کر جگر شق ہوتا ہے اور دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ایک نہیں دو نہیں قریباً تیس ۳۰ مسلمانوں کو زندہ آگ میں جلا دیا گیا۔ اور پھر مٹی کا تیل ڈالکر جلایا گیا۔ مسلمان عورتوں کی عصمت دری کیگئی۔ مسجدوں کی بے حرمتی کیگئی۔ قرآن شریف کیساتھ ناپاک سلوک کیا گیا"۔ یہ ہیں آپکے رحمدل اور سوراج کے طالب ہندوؤں کے کارنامے۔ مگر آپ پھر بھی ہندوؤں کیساتھ دوستی اور اتحاد کیلئے ایڑھی چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں اور خدائی فرمان کے مطابق ظالم منافق اور جہنمی بن رہے ہیں اور کہے جاتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کیساتھ دین کے معاملہ میں نہیں لڑے اور انہوں نے انکو انکے گھروں سے نہیں نکالا۔ شرم!

ایک جگہ ہمارے حکیم صاحب اپنی تقریر میں ترک موالات و ترک تعلقات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ترک معاملات کیساتھ ترک تعلقات کو ایک لازمی چیز سمجھنا چاہیئے۔ ہم اپنی زندگی میں بھی روزمرہ دیکھتے ہیں کہ اگر زید بکر کیساتھ دشمنی اور مخالفت کا اظہار کرتا ہے تو بکر کا ترک موالات کیساتھ یہ فرض ہو جاتا ہے کہ زید کیساتھ اپنے تعلقات قطع کرلے کہ ایسی حالتمیں انسانی فطرت کا یہی تقاضا ہونا چاہیئے۔ اگر ایک عزیز دوسرے عزیز کو دشنام دے تو آپ دیکھتے ہیں کہ اسکا اثر پہلے انکی موالات پر پڑتا ہے اور اسکے ساتھ ہی ساتھ ان کے علائق بھی منقطع ہو جاتے ہیں۔ یہانتک کہ آپس کے رشتے اور دھونہالے اڈائیں بھی ٹوٹ جاتی ہیں۔

مسلمانانِ ہند کے لیئے یہ انتہائی ابتلا کا دور ہے جب مسلم لیگ، کانگریس کے سامنے بُری طرح دب گئی تھی — یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلم لیگ اسلامیانِ برِّصغیر کی واحد نمائندہ اور طاقتور تنظیم لگ بھگ سترہ سال بعد حضرت قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں ہی بن سکی۔ (راعی)

اگر حکیم صاحب کا یہ فلسفۂ ترکِ موالات درست ہے تو ہم حکیم صاحب سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا ہندوؤں نے مسلمانوں کی کم دل آزاری کی ہے اور کیا حضور ہادیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ کم بدزبانی اور دشنام دہی سے یاد کیا ہے۔ ملاحظہ ہو آریوں کے گرو گھنٹال دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب جو اس نے خاص اسلام کے متعلق لکھا ہے۔ منجملہ بہت سی دل آزار باتوں کے چند باتیں آپکی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں "قرآن کا خدا یہ شیطان سے بڑھکر شیطنت جنگلی لوگوں میں یا محمد چلا یا۔ خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہونگی۔ دیکھیئے خدا کی بیعلمی۔ یہ تحریر کسی عالم کی نہیں۔ معجزے کی باتیں سب فضول اور سادہ لوحوں کو بہکانے کیلئے گھڑی گئی ہیں بانیٔ اسلام نے اپنا مطلب عیش و عشرت اور لوگوں کو لالچ دیا۔ یہ قرآن بے انصافی کی بات جاہل خودغرض اور لاعلم آدمی کی ہے۔ قرآن نہ خدا کا نہ کسی دیندار عالم کا ہے۔ مسلمانوں کا خدا شعبدہ بازوں کی طرح کھیل رہا ہے۔ بہشت کیا ہے طوائف خانہ ہے۔ محمد صاحب کی نیت صاف نہ تھی اُس وقت جنگلی اور جاہل آدمی زیادہ تھے اسیواسطے خلاف از علم مذہب چل گئے۔ خدا دھوکا اور فریب کرتا ہے۔ خدا بھی مسلمانوں کیساتھ جھوٹی محبت میں پھنسا ہوا ہے۔ خدا بڑا شیطان ہے۔ ایسی تعلیم (یعنی قرآن کی تعلیم) کنوئیں میں ڈالنی چاہیئے۔ ایسے جاہلانہ مذہب۔ محمد صاحب نے یہ باتیں عیش و عشرت کیلئے بنائیں۔ مسلمانوں کے خدا اور محمد صاحب نے اپنا مطلب نکالا مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے۔ ایسی جھوٹی باتوں کو خدا اور محمد صاحب بھی مانتے تھے۔ پاگلانہ بکواس ہے۔ یہ سب فریب قرآن کے مصنف کا ہے۔ یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے کسی مکار فریبی کا بنایا ہوا ہوگا۔ ایسی بے انصافی ایسا خدا اور ایسا پیغمبر امن عامہ میں رخنہ انداز۔ مسلمانوں کے خدا سے انصاف اور رحم وغیرہ نیک اوصاف دور بھاگتے ہیں۔ یہ تعلیم خدا کی تو کیا کسی شریف آدمی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ ایسے خدا کو ہمارا پرماتما ہمیشہ تلانجلی ہے۔ خدا کیا ہے ایک تماشہ گر ہے۔ تعجب ہے عقلمند لوگ ایسے بے بنیاد اور نامعقول مذہب کے قائل ہیں لالچ نہ دیتے تو کوئی محمد صاحب کے دام میں نہ پھنستا۔ محمد صاحب آپنے تو گوسائیں کی ہمسری کرلی۔ وحشی لوگوں نے یہ کتاب بنائی ہے۔ ایسی باتیں جاہلوں کی ہوتی ہیں خدا اور عالموں کی نہیں قرآن کے مصنف کو جغرافیہ یا علم ہیئت نہ آتا تھا ورنہ ایسی خلاف از عقل باتیں کیوں لکھدیتا۔ اس کتاب کے معتقد بھی بیعلم ہیں ایسی کتاب کو وحشی لوگ ہی مانتے ہیں (کیا جمعیتہ العلماء ہند بھی بیعلم اور وحشی ہے؟) شائستگی کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں۔ اس کتاب میں بیان کردہ خدا سچا خدا نہیں۔ ایسی فحش باتیں خدا کی کتاب میں کیا کسی شائستہ آدمی کی بھی نہیں ہو سکتیں کسی گمراہ کی بنائی ہوئی ہے۔ خدا و مسلمان بڑے بت پرست ہیں۔ ایسی لغو باتیں خدا کی

بیخبری۔ یہ تو سخت جہالت کی بات ہے۔ محمدؐ صاحب بڑے شہوت پرست تھے۔ بیٹے کی جورو سے نہ رک سکے تو اوروں سے کیونکر رکے ہونگے۔ بھلا کون عقل کا اندھا ہوگا جو اس قرآن کو خدا کا بنایا ہوا اور محمدؐ صاحب کو پیغمبر اور قرآن کے بتائے ہوئے خدا کو سچا خدا مان سکے۔ واہ کیسے موذی پیغمبر ہیں۔ خود غرضی اور سخت ظلم کا ثبوت ملتا ہے محمدؐ صاحب نیک چلن نہ تھے۔ (شاید جمعیتہ العلماء ہند ان باتوں کو مانتی ہے یا نہیں؟) لونڈے بازی کی بنیاد قرآن ہے"۔ وغیرہ وغیرہ (ستیارتھ پرکاش)

حکیم صاحب ہزارہا باتوں میں سے میں نے بخوف طوالت صرف چند باتیں لکھی ہیں۔ کیا ابھی دشنام دہی میں کوئی کسر باقی ہے؟ اور ابھی آپ کچھ اور بھی سننا چاہتے ہیں؟ کیا اس دشنام دہی کے ہوتے ہوئے بھی آپ ہندوؤں کیساتھ ترک موالات اور ترک تعلقات نہیں کرینگے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ

"اُن میں سے بہت سے تم ایسے دیکھوگے کہ جو رفیق بنتے ہیں کافروں کے۔ بیشک بُرا ہے جو آگے بھیجا انہوں نے خود اپنے لئے کہ اللہ کا غضب ہے اُن پر اور وہ ہمیشہ عذاب میں ہیں اور اگر یقین رکھتے وہ اللہ پر اور نبیؐ پر اور جو نبیؐ کیطرف اُتار اگیا تو کافروں کو رفیق نہ بناتے لیکن انمیں سے بہت سے نافرمان ہیں"۔ (قرآن مجید) اور سنیئے اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے کہ "اے ایمان والو میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ۔ پیغام بھیجتے ہو تم اُنکی طرف دوستی کا حالانکہ وہ منکر ہوئے ہیں اُس سچائی سے جو تمہارے پاس پہنچی ہے"

حکیم صاحب آپکو کچھ تو شرم کرنا چاہیئے کیا وہ اُس سچائی جس کا نام اسلام یا قرآن مجید ہے اسکی نسبت آپکے ہندو دوستوں نے کیا کچھ بکواس کی ہے۔ کیا اب بھی تم ان کیساتھ دوستی کروگے اور انکے ساتھ ترک موالات اور ترک تعلقات نہ کروگے؟ کیا ستیارتھ پرکاش اور اسی قسم کی اور سینکڑوں ہندوؤں کی ناپاک کتابیں اور لیکھرام خبیث کی خرافات آئے دن ہزارہا کی تعداد میں چھپتی رہینگی اور پھر بھی مسلمان ان ظالموں اور بدزبانوں کیساتھ موالات اور تعلقات جائز رکھینگے؟ ہاں ہاں وہ کون ملعون اور بیدین اور برائے نام مسلمان ہے جو اب بھی ان ہندوؤں کیساتھ اتحاد و دوستی کا خواہشمند ہے میں کہتا ہوں نہیں نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے بیدین لوگ بھی اُنہیں ظالموں اور کافروں میں سے ہیں جو انکے دوست و رفیق بنتے ہیں اور خدا کو چھوڑ کر انکو اپنا مددگار سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا بیشک جہنم ہے یہ لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی بہکانے

ناواقف مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ جو دشمنان اسلام کے دوست بنتے ہیں یہ خود بھی دشمنان اسلام ہیں۔ ایسے لوگوں کا وجود اسلام کیلئے باعث ننگ و عار ہے یہ لوگ دنیا کیلئے دین بیچ رہے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے ظالم لیڈروں سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ "اے ایمان والو تم اُن اہل کتاب اور کافروں کو اپنا مددگار مت بناؤ جنہوں نے بنا لیا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل۔ اور اللہ سے ڈرو۔" (قرآن مجید)

کیا ستیارتھ پرکاش میں دین اسلام کی ہنسی نہیں اُڑائی گئی؟

آغا صفدر کی بیہودہ حرکت

ناظرین! میری ان مندرجہ بالا باتوں کو کسی نفسانیت یا ذاتی عداوت پر مبنی نہ سمجھیں۔ آجکل کے اصطراری لیڈر واقعی ہمیں گمراہ کر رہے ہیں۔ آپ نے ستیارتھ پرکاش کے حوالجات پڑھے ہیں۔ کیا ان باتوں کے ہوتے ہوئے آپ دیانند کی تعریف میں کوئی ایک لفظ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ سوائے اسکے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کا ایک نو لکھا ہار دیانند کی روح کے لئے بھیجا جائے۔ مگر نہیں ہمارے حشراتی لیڈر دیانند کی تعریف کرتے ہیں چنانچہ ہندوؤں کے خانہ زاد غلام آغا صفدر صاحب وکیل سیالکوٹی اخبار پرکاش لاہور کے رشی نمبر میں مندرجہ ذیل عنوان **سوامی دیانند جی ایک مصلح کی حیثیت سے** قائم کر کے لکھتے ہیں کہ "خدائے برتر کا یہ اٹل قانون ہے کہ دنیا میں بنی نوع انسان کے اخلاق کی درستی کیلئے وقتاً فوقتاً اپنا پیغام انہیں میں سے کسی بلند روح انسان کے ذریعہ پہنچاتا رہتا ہے اور نیک و بد کی تمیز ان پیغمبروں اور رشیوں کے ذریعے سے لوگوں کو بتاتا ہے تاکہ اس دنیا میں وہ باہم ملکر ایک دوسرے کے آرام و فائدہ کیلئے زندگی بسر کریں نہ کہ ایکدوسرے کی گردن کاٹیں اور دنیا کے انتظام کو درہم و برہم کرنیکی کوشش میں لگے رہیں۔ لیکن دنیا والوں کی یاد تھوڑی ہے جلدی وہ اس پیغام کو بھول جاتے ہیں۔ اپنے تھوڑے فائدہ کیلئے خدائی قانون کی خلاف ورزی کرنے لگ جاتے ہیں اور تمام مخلوق کے مفاد پر اپنے ذاتی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں۔ اخلاق کو گرا دیتے ہیں۔ اسلئے جسطرح دنیا میں کوئی حکمران طاقت اپنا قانون منوانے کیلئے وقتاً عمال مقرر کرتی رہتی ہے خدائی طاقت کو بھی پیغمبروں اور رشیوں کے ذریعہ دیئے ہوئے قانون اخلاق کو زندہ کرتے رہنے کیلئے لوگوں میں سے مصلحان کا انتخاب کرنیکی ضرورت ہوتی ہے یہ مصلح حقیقت میں پیغمبروں اور رشیوں کے نائب ہوتے ہیں اور کسی نئے یا ترمیم شدہ قانون اخلاق کو دنیا کے روبرو پیش کرنے کی بجائے موجود الوقت قانون کیطرف

میں اس مضمون میں تفصیل کیساتھ ان تمام اصلاحات ذکر نہیں کرنا چاہتا۔ جو سوامی جی نے
اپنی زندگی میں کیں۔ مجھے اسوقت یہ دکہلانا ہے کہ سوامی جی نے جو اصلاحی باتیں قوم کے
سامنے پیش کیں وہ کسقدر صحیح اور ضروری ہیں اور اسی بات سے کسی شخص کے مصلح ہونیکا
اندازہ ہو سکتا ہے۔" کیوں حضرت آپ نے آغا صفدر کی خباثت ملاحظہ فرمائی۔ خیال تو فرمائیے
کہ دیانند تو مذہب اسلام اور قرآن کی تردید کر رہا ہے اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ
وسلم کی سچی تعلیم کو جھٹلا رہا ہے۔ مگر مہاشہ صفدر صاحب فرماتے ہیں کہ دیانند خدا کیطرف سے
مصلح ہوکر دنیا میں آیا تہا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین

اس موقعہ پر میں یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ ہندوؤں کیساتھ ایک سچا مسلمان تو ہرگز
اتحاد و دوستی نہیں کر سکتا۔ ہاں البتہ گروہ وہابیہ ضرور ان کیساتھ اتحاد و دوستی کریگا
کیونکہ جس طرح یہ فرقہ وہابیہ بے ادب اور گستاخ ہے اور محبوب خدا حضرت محمد
مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین و تحقیر پر کمر بستہ رہتا ہے۔ اسی طرح
ہندوؤں کا فرقہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ گروہ وہابیہ خوش ہے
کہ آریہ وغیرہ حضور سرور کائنات صلعم کی توہین کرتے ہیں اور اسی لئے زیادہ تر یہی فرقہ
ہندوؤں کیساتھ اتحاد و دوستی کا خواہشمند ہے۔ دوسرا گروہ ہندوؤں کیساتھ اتحاد و
دوستی کا وہ حامی ہے جو بظاہر تو اہل سنت والجماعت بنے ہوئے ہیں اور باطن میں وہابی
ہیں۔ تیسرا وہ بیوقوف گروہ ہے کہ جو انہیں اہل سنت والجماعت سمجھکر انکے فریب میں
آیا ہوا ہے اور انکے خیالات سے متاثر ہوکر انکی ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔ چوتھے انکے نوکروں
کا گروہ ہے جو ہندوؤں کے جلسوں میں بت پرستی کیلئے جاتا ہے۔

اسکے بعد ہمارے حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ نیز اس بارے میں کہ ہم اپنے مذہبی کاموں میں
غیر مسلموں کو شریک کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ہمارے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا اسوۂ حسنہ
موجود ہے کہ آپنے احد کی مقدس کی لڑائی میں جیساکہ پہلے بیان کیا قزمان کی شرکت
کو قبول فرمایا اور انکی خدمت پر خوشنودی بھی ظاہر فرمائی۔ جب فریضۂ جہاد میں کہ
ایک فریضۂ اعظم اہم ہے غیر مسلم کی شرکت جائز ہے تو ہمارے اور کسی مذہبی کام میں
کیوں نہیں ہو سکتی۔ ضرور ہو سکتی ہے اور اسکو پسند اور قبول کرنا رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم کی فعلی سنت کا اتباع ہے اور اس پر اعتراض خدا کی شریعت کی توہین کرنا ہے بیشک
ہر مسلمان مہاتما گاندھی کا زیر بار منت و احسان ہے اسلئے کہ وہ ہمارے ایک مذہبی کام میں کیسی
ایثار و ہمدردی کس انہماک و سنجیدگی کیساتھ مشغول ہیں۔" (تذکیر عوام گاندھی نے کونسا ایثار کیا)

ہمارے حکیم صاحب بہت دور کی کوڑی لائے ہیں۔ لیکن آپنے قربان والی روایت کا کوئی حوالہ نہیں دیا تاکہ اسماء الرجال کے معیار پر اسے پرکھا جاتا۔ خیر اگر تھوڑی دیر کیلئے یہ مان بھی لیا جائے کہ قربان والی روایت صحیح ہے تو اس سے یہ نتیجہ تو نہیں نکلتا کہ اپنے مذہبی کاموں میں کسی مشرک کو امام و پیشوا بنا لیا جائے۔ کیا آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ قربان کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کا سردار یا امیر لشکر بنا دیا تھا۔ اور نہ ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپکے مسٹر گاندھی کیطرح حصول سوراجیہ کیلئے قربان شریک جنگ ہوا تھا اور نہ ہی اس لئے قربان شریک جنگ ہوا تھا کہ مسلمان قربانی گاؤ بند کر دیں۔ کیا قربان کی شرکت پر مسلمانوں نے گاندھی کی طرح اسکو اپنا پیشوا بنا کر "مہاتما قربان کی جے" کے نعرے لگائے؟

ہمارے حکیم صاحب کی اس بیباکانہ جرأت کو ملاحظہ فرمائیے یعنی آپ فرماتے ہیں کہ "جب فریضہ جہاد میں کہ فریضۂ اہم اعظم ہے غیر مسلم کی شرکت جائز ہے تو ہمارے اور کسی مذہبی کام میں کیوں نہیں ہو سکتی۔ ضرور ہو سکتی ہے"۔ جناب حکیم صاحب اگر واقعی کسی اور مذہبی کام میں کسی غیر مسلم کی شرکت جائز ہو سکتی ہے تو بسم اللہ ایک اعلان کر دیجئے کہ اب کے دہلی کی جامع مسجد میں مسٹر گاندھی نماز جمعہ کی امامت کرائینگے اور آپ کے خطبۂ عیدین بھی وہی پڑھائینگے اور لاہور کی جامع مسجد کی امامت سوامی شردھانند کو سپرد کیجائیگی اور مسجد وزیر خاں کی ستیہ دیو کو اور سنہری مسجد کی رام بھجدت کو۔

ہاں ہاں اگر واقعی ہر ایک مذہبی کام میں غیر مسلموں کی شرکت جائز ہے، تو خطبۂ نکاح وغیرہ بھی ہندو پنڈتوں سے ہی مسلمان پڑھا لیا کریں۔ بلکہ آج کل تو ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا زمانہ ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ رشتے ناطے بھی ہندوؤں سے کر لیا کریں۔ اور نماز جنازہ وغیرہ بھی ہندوؤں سے پڑھا لیا کریں۔ غرضیکہ ہر ایک مذہبی کام میں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہندوؤں کو شریک کر لیا کریں۔ کیونکہ جب جہاد جیسے اہم فریضہ میں شرکت جائز ہے تو دوسرے کام تو کوئی ایسی اہمیت ہی نہیں رکھتے۔

حکیم صاحب خدا اور رسول صلعم کے لئے مسلمانوں کو گمراہ نہ کرو اور اپنی ناپاک اور نجس تعلیم کو گنگا جمنا کی ندیوں میں بہا آیئے اور ایسی کفر نوازیوں اور باطل پرستیوں سے باز آیئے کہ کسی مذہبی کام میں کسی مشرک کی شرکت پر اعتراض کرنا خدا کی شریعت کی توہین کرنا ہے"۔ لعنت اللہ علی الکاذبین ÷ ہندوؤں نے آپکو اور آپکے ہمخیالوں کو سوراج کے ایسے ایسے سبز باغ دکھائے ہیں کہ آپ حواس باختہ ہو گئے ہیں۔ آپ یقین جانئے کہ سوراج کے حاصل ہونیپر مسلمانوں کی ہندوؤں کے ہاتھوں وہ گت بنیگی کہ مسلمان سر پر ہاتھ

رکھکر رو ینگے ۔ آپ خیال تو فرمایئے کہ فسادات بہار کے بعد ذمہ وار ہندوؤں نے مصیبت زدہ سلمانونکی کیا امداد کی ہ جلیانوالہ باغ کے واقعہ پر تو آجتک زمین و آسمان ایک کیا ہوا ہے اور اسکے متعلق ہزارہا جلسے اظہار نفرت کے کئے جا چکے ہیں۔ کیا مظالم بہار اور مظالم کٹارپور سے جلیانوالہ باغ کے مظالم کچھ زیادہ ہیں ؟ بہار غیرہ کے مجرموں اور قاتلوں کی ہر طرح سے امداد کرکے بیچھے ٹھونکتے رہے اور آپکے ہندو دوست سلمانوں کو مزید نقصان پہنچانیکی کوششیں کرتے رہے۔ پھر مفسدہ کٹارپور میں ذمہ وار ہندوؤں نے مظلوم مسلمانونکی کیا امداد کی ؟ بلکہ الٹا ظالموں اور قاتلوں کی لاکھا روپے سے مالی امداد کرتے رہے

حکیم صاحب آپنے یہ ایک سیاہ جھوٹ بولا ہے کہ "چونکہ برادران ہنود کا اتحاد مسلمانوں کیساتھ ایک واقعی حقیقت ہے" جناب حکیم صاحب اگر ہندوؤں کا اتحاد مسلمانوں کیساتھ ایک واقعی حقیقت رکھتا تو مفسدہ کٹارپور کے بعد ہی آپکے ہندو دوست غریب مسلمانوں پر مظالم توڑنے سے باز رہتے۔ مگر نہیں اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ آجکل جبکہ ہندو مسلم اتحاد کے راگ تان سین اور بیجو باورا بنکر گائے جارہے ہیں۔ امسال بقرعید اور عشرۂ محرم کے موقعہ پر ہندوؤں نے **مسلمانوں پر پھر مظالم توڑے**۔ چنانچہ آگرہ۔ دہلی۔ بھیت۔ جبلپور۔ فتح پور۔ بریلی۔ سنبھل ضلع مراد آباد وغیرہ وغیرہ مقامات پر فسادات ہوئے اور ہندوؤں نے اپنی زیادتیوں سے اپنے اتحاد کا خوب ثبوت دیا۔

نیز سورت میں ایک پرانی مسجد کو جو مسمار حالت میں تھی میونسپلٹی نے پاخانہ بنانا چاہا۔ مسلمانوں کو خبر ہوئی تو اُنھوں نے مسجد کی زمین خریدنی چاہی بلکہ روپیہ بھی داخل کردیا مگر ہندوؤں نے یہ درخواست نہ منظور ہونے دی۔ پھر ایک واقعہ بھڑوچ کا ہے۔ وہاں ایک ہندو ہرگووند داس بی اے ایل ایل بی وکیل نے مسلمانوں کو ہندو مسلم اتحاد کا واسطہ دیکر اپنا طرفدار بنالیا اور کہا کہ میں آپکے مذہبی جذبات کا ہمیشہ خیال رکھونگا۔ چنانچہ جب مسلمان ممبروں کے ووٹوں کی طفیل آپ میونسپلٹی بھڑوچ کے پریذیڈنٹ ہوگئے تو چھوٹتے ہی ایک مسجد کی کوٹھڑیاں خریدنے کا رزولیوشن کمیٹی سے پاس کرادیا۔" یہ ہے آپکے برادران ہنود کے اتحاد کی واقعی حقیقت ۔ مسٹر گاندھی کو آپنے اور آپکے ہم خیال لوگوں نے اپنا پیشوا اور امام بنایا ہوا ہے وہ بھی اپنی تقریروں میں اسلام پر ناپاک حملے کر جاتا ہے یعنی گاندھی کہتا ہے کہ "عیسائی حکمرانوں کیطرح مسلمان حکمرانوں نے اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کیلئے تلوار اٹھائی ہے" علاوہ ازیں تمام ہندو لیڈر اسلامی جلسوں میں آکر اپنے زہریلے اور ناپاک خیالات کی اشاعت کر جاتے ہیں لیکن مسلمان انکی دُم فاختہ

بنے ہوئے نہایت مزے سے سنتے رہتے ہیں۔

اور سنیئے پروفیسر رام دیو نے پچھلے ہفتہ آریہ سماج لاہور "گورو کل پارٹی" کے جلسہ میں ایک تقریر کی ہے جس میں اس نے اس بات پر بحث کی ہے کہ بلحاظ صداقت کونسا مذہب دنیا میں قائم رہ سکتا ہے اور کس مذہب کو دنیا قبول کر سکتی ہے چنانچہ اس نے بدھ مذہب اور اور عیسائی مذہب کی حالت بیان کرتے ہوئے "اسلام کی حالت" کا عنوان دیکر لکھا ہے کہ "تیسرا مذہب اسلام ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اسلام کو عیسائیت کے مقابلہ میں ان وحشی قوموں میں بہت کامیابی ہوئی ہے کیونکہ انہیں رنگت کی نفرت کام نہیں کرتی۔ مگر یہی سب کچھ نہیں۔ مسلمانونکا اپنا رنگ سفید نہیں اسلئے یورپ کی مشکلات کا حل ان سے نہیں ہو سکتا چنانچہ تمام مسلمانوں کا اگرچہ یہ خیال ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے مگر مسٹر خدا بخش ایم اے جو ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ مسلمان ہیں اور کئی کتابیں لکھ چکے ہیں اپنی ایک کتاب میں قرآن کی بابت لکھتے ہیں کہ وہ رسول پاک کی محض ایک ڈائری ہے جس میں جو جو باتیں انکی طبیعت میں آتی گئی ہیں وہ درج کرتے گئے ہیں"۔ ایک اور تعلیم یافتہ مسلمان لیڈر سید امیر علی۔۔ اپنی تصنیف سپرٹ آف اسلام میں لکھتے ہیں کہ قرآن میں فرشتونکا جو ذکر ہے وہ محض حضرت محمدؐ کا وہم اور شاعرانہ نازک خیالی تھی ورنہ فرشتے درحقیقت کوئی چیز نہیں وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت محمدؐ نے ایک بڑی غلطی یہ کی کہ جب قریشیوں نے اُن سے کہا تھا کہ تم ہمارے تینوں دیوتاؤں کو مان لو تو ہم تمہارے خدا کو مانینگے تو انہوں نے کچھ عرصہ کیلئے مان لیا۔ وہ یہ لکھتے ہیں کہ حضرت محمدؐ کے قانون نیم وحشی عربوں کیلئے اچھے تھے۔ میں بھی مانتا ہوں کہ حضرت محمدؐ کی تعلیم نے عرب کے وحشیونکی حالت کو بہت سدھارا تھا۔ مگر اب وہ بعد از وقت ہیں اور آجکل کے سائینس کے معاملہ میں اس کی گنجائش نہیں۔ اسیطرح سید امیر علی آنحضرت کے پردہ سسٹم کے مخالف ہیں اور کثرت ازدواج کے مسئلہ کو زناکاری خیال کرتے ہیں۔ صوفی فرقہ کے آدمی ہمارے مانند اوم اوم" کی بجائے اللہ اللہ کہکے پرانایام کرتے ہیں۔ مظہر الحق جو مسلمانوں کے ایک سربرآوردہ لیڈر ہیں انہوں نے اپنی ایک تقریر میں گوشت کو انسانونکی قدرتی خوراک نہیں بتایا اور ایک اور لیڈر مسٹر یوسف علی ایم اے نے ابھی دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اے مسلمانو! اگر تم اپنی زندگیوں میں پاکیزگی چاہتے ہو تو راماین۔ مہابھارت اور گیتا کا پاٹھ کرو۔ غرضیکہ اسلام بھی اب ایک زمانہ ماضی کا مذہب ہو گیا اور نئے تعلیم یافتہ لوگونکو تسلی نہیں دیسکتا"

اسکے اخیر میں آپنے فرمایا۔ ویدک دھرم تمام دنیا کی مشکلات کو حل کر سکتا ہے
اور اس کا پرچار کر کے ہم دنیا میں سوراجیہ ہی نہیں بلکہ چکرورتی راج حاصل
کر سکتے ہیں (از اخبار بندے ماترم لاہور ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء) دیکھا ہے آپکے برادران
ہنود کے اتحاد کی واقعی حقیقت۔ اور یہ تقریر اس ہندو اخبار میں بڑی شد و مد سے
چھپی ہے کہ جس اخبار کو بعض بیدین اور بے غیرت مسلمان علی الصبح ہی بجائے
قرآن شریف کے پڑھا کرتے ہیں یا قرآن شریف کے ساتھ اسکی تلاوت بھی نہایت ضروری
سمجھتے ہیں۔ جناب حکیم صاحب یہ نہایت غلط بات ہے کہ ہندو۔ مسلمانوں کی خاطر سا
مل رہے ہیں بلکہ یہ خود غرض تو اپنے ذاتی مفاد اور حصول سوا راج اور اپنی آواز مضبوط
کرنے کیلئے مسلمانوں کو اپنے ساتھ گانٹھ رہے ہیں۔ چنانچہ قبل از حصول سوا راج ہی
قربانی گاؤ کو قانوناً بند کرانے کی کوشش کر رہے ہیں اور کئی جگہ درخواستیں بھجوا دی
ہیں کہ اگر کوئی شخص گائے ذبح کرے تو از روئے قانون اُسے سزا دیجائے۔ یعنی
ایک حلال چیز کو حرام بنانے کیلئے قانون بنانا چاہتے ہیں۔ آپ اسی سے اندازہ لگائیں
کہ سوا راج حاصل ہو جانیکی صورت میں ہندو غریب مسلمانوں پر کیا کیا ظلم و ستم نہ کرینگے
لیکن بیوقوف اور نادان یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ سوا راج حاصل ہو جانیکی صورت میں
مسلمانوں کی حالت بہتر ہو جائیگی اور اسوقت مسلمانوں نے ہندوؤں کا ساتھ نہ دیا تو وہ
ذلیل ہو جائینگے اور دنیاوی نقصان اُٹھائینگے۔ اکثر بیدین اور برائے نام مسلمان چند
روپوں اور دنیاوی فوائد کی خاطر ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملا کر تمام قوم کو بدنام کر رہے
ہیں۔ بعض دنیا پرست اخبارات ہندوؤں کے ناپاک اور خطرناک منصوبوں پر دانستہ
کوئی نوٹس نہیں لیتے۔ یہ دنیا کے کُتے ڈرتے ہیں کہ کہیں ہندو ان کا اخبار خریدنا نہ
چھوڑ دیں۔ کسقدر شرمناک حرکت ہے کہ تین تین پیسے کیخاطر یہ اخبار والے
اپنا دین و ایمان بیچ رہے ہیں۔ بعض مسلمان ہندوؤں کے مقروض ہیں
اسلئے اسلام کی تائید میں آواز نہیں اُٹھا سکتے۔ بعض ہندوؤں کے دوست ہیں بعض
مسلمان ہندوؤں کے پاس نوکر اسلئے اُنکے خیالات کی تائید کرتے ہیں۔ کئی مسلمان دفتروں
میں ہندوؤں کے ماتحت ہیں کئی تنخواہ دار ایجنٹ ہیں جو مسلمانوں میں ہندوؤں کے ناپاک
خیالات کی اشاعت کرتے ہیں۔ کئی مسلمان ہندوؤں کے کرایہ دار اسلئے آواز حق بلند نہیں
کر سکتے۔ انہی لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جن لوگوں کے دلوں میں بے ایمانی کی بیماری ہے
تم اُنہیں دیکھو گے کہ وہ دوڑ دوڑ کر اُنکے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کہیں مصیبت میں

اسکی تفسیر میں امام فخرالدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ مسلمان جنکے دلوں میں
بیماری ہے یہود ونصاریٰ نجران کے پاس دوڑ دوڑ کر دوستی کی بنیاد پر جاتے تھے۔ اسلئے کہ
یہ دونوں گروہ دولتمند تھے (جیسے کہ آجکل ہندو ہیں) اور ان مسلمانوں کو اُنکی ضرورتوں پر مدد
دیتے اور قرض بھی دیا کرتے تھے۔ اور یہ مسلمان کہتے تھے کہ ہم ان سے اسلئے ملتے جلتے ہیں
کہ ہمیں اُنکی طرف سے مصیبت میں مبتلا ہونیکا خوف ہے۔

میں نہایت زور کیساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کو گاندھی وغیرہ اور دیگر کفار کا ہرگز اعتبار
نہیں کرنا چاہیئے۔ ان تمام لوگوں کو یہود مدینہ کی مانند سمجھنا چاہیئے۔ کم از کم آپ عبداللہ بن
ابی بن سلول کے حال پر ایک نظر ڈالیں۔ یہودیوں کے سوا مدینہ کا ایک ممتاز شخص
یہ بھی تہا۔ اکثر قبیلوں پر اس کا پورا رعب تہا اور اسکو توقع تھی کہ ان طاقتور قبیلوں کی
مدد سے مدینہ کی سب سے اعلےٰ طاقت میں ہی بنجاؤں گا (جیسے گاندھی ہندوستان میں سوراج
حاصل کرکے بادشاہ بننا چاہتا ہے) جب اُس نے دیکھا کہ اوس اور خزرج کے قبایل
مسلمان ہورہے ہیں تو خود بھی (بعد از جنگ بدر) بظاہر حال مسلمانوں سے مل گیا جب
اُس نے دیکھا کہ یہود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوگئے ہیں تو اُس نے چاہا کہ یہودیوں
پر بھی اُس کا پہلا اثر قائم رہے اور مسلمان ہوجانیوالے قبایل بھی بدستور زیر اقتدار رہیں
اسلئے اُس نے یہ رویہ اختیار کیا کہ مسلمانوں میں بیٹھکر ان سے اپنی رفاقت کا اقرار کرتا
اور دیگر اقوام کے سامنے اپنے اتحاد وصداقت کا دعوےٰ کرتا۔ اور چونکہ وہ فی الحقیقت
اسلام کو اپنی آرزوں کا پامال کنندہ سمجھتا تہا اسلئے جب موقعہ ملتا تو مسلمانوں کی ضرر رسانی
میں دریغ نہ کرتا (ان حالات پر نہایت غور سے کام لینا چاہیئے) ہندوؤں کا اتحاد
ایک موج سراب ہے ۔ پھر کسی کے پیار پر کھایا ہے دہوکا تاج نے ؛ پھر دل تشنہ
میں اک موج سراب آنیکو ہے ؛ کیا یہود کیساتھ معاہدے نہیں ہوئے تھے اور کیا اُنہوں نے
عہد شکنیاں نہیں کی تہیں؟ اسی طرح ہندوؤں کی دوستی نے بھی ہمیں بارہا دفعہ نقصان
پہنچایا اور سابقہ تجربات ہی ہماری تنبیہ کیلئے کافی ہیں۔ اور پھر اس موقعہ پر تو کوئی تحریری
معاہدہ بھی نہیں ہوا کہ جسکی شرائط فریقین کو معلوم ہوں۔ سرسید جیسا دنیادار آدمی بھی
تمہیں ہندوؤں کی دوستی سے علانیہ اور ڈنکے کی چوٹ منع کرتا رہا اور ہندوؤں کی دوستی پر

کیونکہ ہندو قوم ایک پولٹیکل جماعت ہے اور ہندوستان میں صرف اپنی حکومت کر کے مسلمانوں کو کچلنا چاہتی ہے۔ آپ خیال تو فرمائیں کہ سوراجیہ ملنے پر سات کروڑ کی تعداد ۲۳ کروڑ کے ماتحت رہیگی یا ۲۳ کروڑ سات کروڑ کے ماتحت؟

میں کہتا ہوں کہ سوراجیہ ملنے پر ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمان زندہ درگور ہو جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب "آریہ سماج اور سوراج" کے عنوان سے ایک ٹریکٹ لکھکر مسلمانوں کو بتادونگا کہ سوراج کے عہد میں غیر قوموں کی کیا حالت ہوگی۔

مسلمانوں کو ہندوؤں کی دوستی کا اسی سے اندازہ لگالینا چاہیئے کہ ہندوؤں کے باورچیخانہ میں اگر کتا چلا جائے تو باورچیخانہ ناپاک نہیں ہوتا۔ لیکن اگر مسلمان کا سایہ بھی پڑجائے تو باورچیخانہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مسلمان ملیچھ جو بھڑے۔ ایک ہندو حلوائی کی دوکان پر جاکر مسلمان ایک ذلیل بھنگی کیطرح سودا خریدتا ہے اور کسی مسلمان کی مجال نہیں کہ ہندو کی کسی چیز کو ہاتھ لگا سکے۔

اجی جناب حکیم صاحب آپ تو سوراج کیلئے رام مورتی بنکر زور لگا رہے ہیں لیکن آپکے سوراجی بھائی تو مسلمانوں کو تباہ کرنے کیلئے ایسے ایسے منصوبے دل میں سوچے بیٹھے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ایک آپکے اتحادی دوست کی خباثت۔ یعنی ۶ مارچ ۱۹۱۰ء کو آریہ سماج دچھووالی لاہور میں گوروکل کانگڑی کے ایک پروفیسر رام دیو نے اپنے شرانگیز اور خونی لیکچر کے دوران میں اس طرح اپنی اندرونی مفسدہ پردازیوں اور منصوبوں کا اظہار کیا

"آج ہمارے لئے خوشی کا دن ہے کیونکہ آریہ سماج کی اسدن فتح ہوئی ہے ۔۔۔ تاریخ کے ورق گردانیگے تو دیکھو گورو گوبند سنگھ کو مسلمانوں نے کیسی تکلیفیں پہنچائیں پھر انہیں مسجدوں کے گوردوارے بنائے گئے۔ اسی طرح ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ تمام مسجدیں آریہ مندر بنائی جائینگی۔ اور ان میں ہون ہوا کرینگے۔ سوچا کرتا ہوں کہ جب دہلی کی جامع مسجد آجائیگی تو ہم کیا کرینگے؟ ہم تمام ہندوستان کے آریہ نہیں بلکہ تمام دنیا کے آریہ جمع ہو کر ایک کانفرنس کیا کرینگے۔ مجھے پاگل نہ سمجھیں۔ ہاں میں ایسا ہی پاگل ہوں جیسا مسیح پاگل تھا کہ اُسکی قوم نے اسکو تکالیف دیں۔ مگر اب تم دیکھتے کہ کیا ...

کیا اب بھی آپ ہندوؤں کے سواراج کیلئے اپنا دین و ایمان ضایع کریں گے ؟
مجھے سب سے زیادہ حیرت تو آپکی اس حرکت پر ہے کہ آپ پر کفر و شرک کا اسقدر غلبہ و استیلا ہوگیا کہ آپ تقریر تو کرتے ہیں علماء اسلام کے جلسہ میں جو اپنے آپکو قرآن و حدیث کے عامل و حامل ہونیکے مدعی ہیں مگر اُس تقریر میں بار بار آپ سواراج کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ شرم!
جناب حکیم صاحب! رام دیو نے تو صرف اسیقدر کہاہے کہ مسجدوں کے گردوارے بنائے گئے ہیں کہتا ہوں کہ مسجدوں کے **پاخانے** بنائے گئے۔ آجکل آپکے سکھ دوست بھی آپکے ساتھ اتحاد کے بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں لیکن لاہور میں سٹیشن سے اُترتے ہی جو پہلی مسجد آتی ہے اس پر سکھوں کا قبضہ ہے اور علانیہ مسلمانوں کے سامنے اس مسجد کی بحرمتی کی جاتی ہے عام رہائشی مکانوں کی طرح سکھ اس میں رہتے ہیں غلاظت سے بھری ہوئی جوتیوں کیساتھ وہاں سکھ عورتیں اور سکھ مرد پھرتے ہیں کہ جہاں خدائے قدوس کی عبادت کیلئے مسلمان اپنی پیشانیاں رکھا کرتے تھے۔ اسی مسجد میں سکھ مرد اور عورتیں رات کو اکٹھے سوتے ہیں۔ اسی مسجد میں سکھوں نے پاخانہ یعنی **مسجد میں نجاست خانہ بنایا ہوا ہے**۔ مسلمانوں کی ہزارہا درخواستوں کو سکھوں نے نہایت حقارت سے ٹھکرا ٹھکرا دیا اور مسجد کو ہرگز ہرگز واگذار نہیں کیا کیا ہندوؤں اور سکھوں کیساتھ آپکے اتحاد و دوستی کی یہی واقعی حقیقت ہے
نان کوآپریشن مسلمانوں کو ہی تباہ کریگا۔ آپکے پیشوا مسٹر گاندھی کی تحریک نان کوآپریشن کا زہریلا اثر زیادہ تر مسلمانوں پر ہی پڑا ہے اور آئندہ بھی مسلمانوں پر ہی پڑیگا۔ کیونکہ یہ تحریک ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہوگی۔ اسوقت جہاں جہاں مسلمان ملازمتیں چھوڑ رہے ہیں وہاں اُنکی جگہ ہندو خانہ پُری کر رہے ہیں۔ اور کہیں خال خال مسلمانوں کے دکھلانیکے لئے کوئی ہندو ملازمت چھوڑتا بھی ہے تو وہ برائے نام ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ جس صورت میں ہندوؤں کی آبادی ۲۳ کروڑ اور مسلمانوں کی سات کروڑ ہے اگر ایک مسلمان ملازمت وغیرہ یا سرکاری سکولوں وغیرہ کو ترک کرے تو اُسکے مقابلہ میں کم از کم تین ہندوؤں کو ملازمتیں وغیرہ ترک کرنی چاہیئں۔ اگر ایک مسلمان کے مقابلہ میں ایک ہندو نان کوآپریشن پر عمل کرے تو اس صورت میں مسلمان تو کلھم تباہ ہوجائینگے

اور نو کروڑ ہندو مسلمانوں کے سامنے دندنائینگے اور بغلیں بجائینگے - اور پھر یہ تو ایک
کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اسوقت صرف پانچ فیصدی مسلمان ہندوؤں کے مقابلہ
میں سرکاری عہدوں پر ہیں - سب سے پہلے ہندوؤں کو چاہئے کہ نان کوآپریشن پر عمل
کریں - مگر ایسا ہرگز نہیں کیا جارہا - سکول اور کالج بھی اگر تباہ ہو رہے ہیں تو مسلمانوں
کے - ہندو سکول اور کالج بدستور مزے سے چل رہے ہیں - گاندھی وغیرہ نے
اسلامیہ کالج لاہور - اور علی گڈھ کالج کو تباہ کر دیا - لیکن ڈی اے
وی کالج اور بنارس ہندو یونیورسٹی پر کوئی جادو نہ چلا - دراصل یہ ایک عیارانہ چال ہے
آپس میں ہندو لیڈروں نے خفیہ سمجھوتہ کر کے چند لیڈروں کو نان کوآپریشن کے خلاف
کھڑا کر دیا تاکہ وہ اپنے کالج اور عہدے وغیرہ محفوظ رکھ سکیں اور مسلمان تباہ ہو جائیں
کسقدر شرمناک حرکت ہے کہ حکیم جی مسلمانوں کو دھوکا دینے کیلئے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ
" اسکے بعد میں اُن عزیز طلبہ کو بھی دلی گرمجوشی کیساتھ مبارکباد دیتا ہوں جنکا تعلق
بنارس یونیورسٹی سے ہے اور جنہوں نے اپنے اجداد کی آزاد روحوں کو اپنی آزادی کے
پیغام سے خوش کیا ہے اور جو "پورے جوش" کیساتھ ترک موالات کے میدان میں
اپنے علی گڈھی بھائیوں کیساتھ دوش بدوش کھڑے نظر آتے ہیں" غلط غلط غلط
چنانچہ آنریبل پنڈت مدن مالوی لکھتے ہیں کہ "یہ خبر قطعی بے بنیاد ہے - طلباء کو یہ تو عجیب
یا مشورہ دینا کہ وہ ان سکولوں یا کالجوں یا یونیورسٹیوں کو بائکاٹ کریں جو سرکاری امداد
لیتی ہیں یا جنکا گورنمنٹ کیساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق ہے - اسکے خلاف میری مخالفت
دن بدن زیادہ قوی ہو رہی ہے اور میں صدق دل سے خواہاں ہوں کہ اس بائکاٹ کی
تحریک کا خاتمہ ہونا چاہیئے" - اور پھر آپکے مسٹر گاندھی حال ہی میں بنارس جا کر ہندو
یونیورسٹی کے طلباء کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اور ایک عیارانہ چال چلتے ہوئے
فرماتے ہیں کہ "میں پنڈت مالوی کا "ہم خیال" ہوں کہ طالب علموں کو اپنے ضمیر کے مطابق
کارروائی کرنی چاہیئے - میں آپ لوگوں سے بڑے زور کیساتھ کہتا ہوں کہ اگر آپ میری
دلیلوں سے قائل نہوں تو ہرگز ہرگز قطع تعلق کی پالیسی اختیار نہ کریں"۔

بس مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے عیاروں کی دوستی سے باز آئیں اور ان سے کسی قسم
کا اتحاد وغیرہ نہ کریں ورنہ یہ لوگ آپکو دینی و دنیاوی حیثیت سے تباہ کر دینگے - آپکی مزید تسلی

کیلئے علمائے کرام کا ایک فتویٰ بھی درج کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اعلیحضرت مولینا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ کی خدمت میں حسب ذیل استفتا کیا گیا۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امر مشروع اور مباح شرعی کو کوئی شخص حرام شرعی اور ممنوع مذہبی بنانے کی طاقت رکھتا ہے یا نہیں؟ غیر مشروع اور حرام شرعی کو کوئی شخص مشروع اور حلال شرعی بنا سکتا ہے یا نہیں؟ جیسے کہ گائے کی قربانی مشروع اور مباح شرعی ہے کیا اسکو کوئی لیڈر قوم ممنوع شرعی کرا سکتا ہے؟ ہنود کی مجالس اعیاد میں شرکت جو ممنوع اور حرام شرعی ہے کیا لیڈروں کی رائے سے وہ شرکت جائز اور حلال ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ سائل:۔ خادم الاسلام ملا محمد بخش حنفی چشتی سابق ایڈیٹر اخبار ہنٹر لاہور۔ ۳ صفر ۱۳۳۹ھ

الجواب:۔ یہ دین پاک اللہ واحد قہار نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر تمام جہان کیلئے قیامت تک کیواسطے اتارا ہے "تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" اور اُنسے نبوت کا دروازہ بند فرما دیا۔ محال ہے کہ ابدالاباد تک اب کوئی جدید نبی ہو۔ "ولکن الرسول اللہ وخاتم النبین وکان اللہ بکل شئی علیما" محال ہے کہ اُنکی کتاب کا ایک حرف یا اُنکی شریعت کا کوئی حکم بھی بدل سکے "لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید"۔ انکی شریعت کے کسی حلال کو جو حرام بنائے یا کسی حرام کو حلال بنائے وہ حلال حرام یا حرام حلال تو نہ ہو جائیگا بلکہ یہی کہنے والا اُلٹا کافر ہو جائیگا۔ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون متاع قلیل ثم ماوٰھم جہنم وبئس المصیر۔ قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتریٰ"۔ قربانی گاؤ کی حلت اور مجالس اعیاد ہنود میں شرکت کی حرمت دونوں ضروریات دین میں سے ہیں۔ جو اُسے حرام یا اُسے حلال کہے وہ اللہ ورسول پر افترا کرتا ہے اور بحکم قرآن اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور حکم کفر اس پر لازم والزم۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون تسال اللہ العفو والعافیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا خاں عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد مظہر اللہ عفی عنہ امام مسجد فتحپوری دہلی۔ الجواب صحیح محمد رکن الدین نقشبندی مجددی۔ استحلال الحرام کفر وکذا العکس الجواب صحیح محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ومفتی مدرسہ مذکور لاہور۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین لقد اجاد من افاد۔ غلام مرشد کان اللہ لہ مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور۔ الجواب صحیح المجیب مصیب احمد علی عفی عنہ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور امام وخطیب مسجد شاہی لاہور۔ الجواب صحیح فقیر حاکم غلام مصطفےٰ دلدادہ مرتضیٰ دوستدار چار یار مفتی اسلامیہ کالج لاہور۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین وبینہما مشتبہات والمؤمنون عافون عند المشتبہات۔ گائے کی قربانی کرنا اور اس کا گوشت کھانا نصوص سے ثابت ہے۔ خاکسار اصغر علی روحی عفا اللہ عنہ۔ ما قال العلماء الکرام فہو حق والحق احق بالاتباع۔ انا العبد المفتقر الی اللہ العزیز ابو رشید محمد عبد العزیز خطیب امام جامع مسجد مزنگ لاہور۔ باسمہ سبحانہ۔ الجواب۔ صورت مرقومہ میں دین رسول ختمی رسالت فداہ روحی میں کیسکو حلال خدا کے حرام بالعکس کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ قال النبی صلعم الحلال ما احل اللہ علی لسانی والحرام ما حرم اللہ علی لسانی۔ قربانی گاؤ شعائر اسلامیہ میں داخل ہے۔ اسکو حرام کہنے والا خدا اور رسول پر مفتری ہے۔ اعیاد ہنود میں شرکت کی حرمت ضروریات میں داخل ہے۔ رقمہ خادم الشریعۃ المطہرۃ علی الحائری

الجواب نمبر ۲۔ الحمد للہ علی ما ہدانا الصراط المستقیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فاقول بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ وہدایتہ۔ چونکہ لیڈران قوم اکثر مرتکب مناہی شرعیہ کے ہیں تارک الصلوٰۃ وتارک الصوم ہیں۔ تارک الجماعۃ بلا ارتیاب ہیں۔ ایسے لیڈروں کا قول قابل التفات نہیں ہے۔ بالخصوص ایسے امور کا فتویٰ دینا جو خود اس پر عمل در آمد نہ کرتے ہوں لم تقولون ما لا تفعلون کا مصداق ہوں اور منفا بہا میں اہل وثن (بت پرست) کو شریک کرتے ہوں۔ نتیجہ اخس ارزل کے تابع ہوا کرتا ہے۔ مرکب صحیح اور فاسد سے فاسد ہوتا ہے جمعیۃ فاسدہ سے جو مسایل سرزد ہوں وہ ہرگز قابل تعمیل نہیں ہوتے۔ کبھی مشروعات

شرعیہ کا قلب کرتے ہیں۔ محض خوشنودیٔ ہنود کیلئے گائے کی قربانی کو امر ممنوع و موجب جرم
ثابت کرتے ہیں۔ گائے بچھڑونکو سائبہ کرنا موجب تحسین جانتے ہیں جو سراسر حرام بلکہ موجب
کفر و زندیقیت ہے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوا وحرم
حرمات فلا تنتہکوہا وحد حدودا فلا تعتدوہا وسکت عن اشیا من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا
الدار القطنی۔ اسلامی حدود سے اپنی رائے اور اجتہاد سے تجاوز کرنا حرام ہے۔ بالخصوص
شعائر کفر پر خوش ہونا عین کفر اور زندیقی ہے۔ اسلامی تقاضا یہ ہے کہ اسلام کی ترقی میں
کامل کوشش اور اتم سعی کیجائے مگر حدود شرعی سے تجاوز نہ کیا جائے۔ ورنہ کوشش برباد اور
گناہ لازم آجائیگا۔ اہل اسلام کی خواہشات کی تکمیل وقت خاص تک موقوف ہے اس
وقت وہ ضروری اور لازمی طور پر کامل ہو جائیگی۔ اسکی بنا محض فضل ایزدی پر ہے۔
"ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ"۔ اگرچہ کوشش کرنا مشروع ہے لیکن دائرۂ شرعیہ کے اندر اندر
ہونی چاہیے۔ حدود شرعیہ سے باہر نکلنا حرام ہے۔ ہنود کے اعیاد میں اُنکی طرح بنکر
انکے موافق اقوال و افعال کا مرتکب ہونا صراحتًہ کفر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے
"وبخروج الی نیروز المجوس لموافقتہ معہم فی ما یفعلون فی ذلک الیوم وبشرائہ یوم النیروز
شیئًا لم یکن یشتریہ قبل ذلک تعظیما للنیروز وباہدایہ ذلک الیوم للمشرکین ولو بیضۃ تعظیم
لذلک بتحسین امر الکفار اتفاقًا انتہی بقدر الضرورۃ"۔ یہ عبارت موجبات کفر عالمگیری میں
لکھی ہے۔ کفار کی طرح زنار۔ تلک لگانا (جیسے شوکت علی نے لگایا) کفر ہے۔ کفار کی عید
کیلئے خاص تیاری کرنا (جیسے رام نومی اور دسہرہ وغیرہ پر مسلمان کرتے ہیں) کفر ہے۔ کفار
کے یوم عید میں کفار کو تحفہ بھیجنا کفر ہے۔ افسوس ہے کہ اہل بازار مرتکب کفر کے ہوں
(جیسے ہندو لیڈرونکی آمد پر مسلمان بازارونکی آرائش کرتے اور ہندو تہواروں پر سبیلیں
وغیرہ لگاتے ہیں) لیڈران قوم انکو متنبہ نہ کریں بلکہ انکو اور برانگیختہ کریں۔ ایسے لیڈران
قوم اسلام کے بخیلین ہیں بلکہ انکی بنا جہالت اور فاقت پر ہے"۔ قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العبادہ لکن یقبض العلم بقبض العلم
حتی اذا لم یبق عالمًا اتخذ الناس رؤساجہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا متفق علیہ"
لیڈران موجودہ دین اسلام سے اصلًا واقف نہیں ہیں۔ محض اپنی غلط رائے سے مسئلہ

اتحاد کا زور شور سے بیان کر رہے ہیں۔ جو اہل اسلام کا تھوڑا بچا ہوا اسلام بھی ضایع اور پامال کرنا چاہتے ہیں۔ خود بھی گمراہ اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ حدیث مذکور ان پر صادق ہے۔ ہر ایک فاضلیت کا دعویٰ کرتا ہے درحقیقت اسلام کی خبر بھی نہیں رکھتے۔ جو شخص اسلام کی ترقی نہ چاہتا ہو گا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ جو شخص اہل اسلام کی بہبودی کا طالب نہ ہو وہ بلاشک زندیق ہے۔ جو شخص اماکن مقدسہ کے قبضۂ موجودہ پر خفا نہ ہو وہ اسلام کا دشمن اور کفر کا دوست ہے۔ الٰہ العالمین اہل اسلام کو ایسی قوۃ اور ترقی بخشے جو کل جہان کے سلاطین سے قومی اور عالی ہو جائیں آمین یا رب العالمین۔ اہل اسلام کو کفر کی تلقین کرنا اشد کفر ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک و لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہذا ما کتبہ مفتی عبد القادر صاحبزادہ جہانگیردی ضلع پشاور

نتیجہ:۔ مسلمانو! کیا ان تمام معلومات کے ہوتے ہوئے بھی ان لیڈروں اور ہندوؤں کا ساتھ نہ چھوڑو گے؟ مسلمانو! یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ جبتک تم ہندوؤں کا ساتھ نہ چھوڑو گے اور خدا اور رسول صلعم کے احکام پر سچے دل سے عمل پیرا ہو کر کامل طور پر قرآن مجید کو اپنا امام نہ بناؤ گے نہ تو تم مومن بن سکتے ہو اور نہ ہی مسلمان اور نہ ہی تمہاری موجودہ مصیبتیں رفع ہو سکتی ہیں۔ تم نے خدا اور رسول ص کو ناراض کر لیا ہوا ہے۔ تمہاری ہی کرتوتوں اور شامت اعمال سے سلطنت اسلامیہ خطرہ میں ہے۔ سچے مومن بن کر بقائے اسلام کیلئے کوشش کرو۔ اور اگر تم کفر و اسلام کو متحد کر کے کامیابی کے متمنی ہو تو یہ خیال غلط ہے۔

ہر نفس میں تیرے پیدا ہو صد احتیاج ۔۔۔ پر نہ تو اغیار کا منت کش احسان ہو

آنیوالی ہے مدد اللہ کی اے بیخبر ۔۔۔ فتح تیری ہے ترے دل میں اگر ایمان ہو

اخیر میں میں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں **ترک موالات کا حامی ہوں اور گاندھی کے نان کوآپریشن کا مخالف**۔ (نیز اس سے قبل جو کچھ میں غلط فہمی میں ... لیڈروں کے ... منظور ... ظاہر کر چکا ہوں اس سے توبہ کرتا ہوں